

حکایت کا شکار

اشیاق احمد





مُحَمَّد، فاروق، فرزانہ
اور — اسپکٹر جمیل سیریز

ناول نمبر ۵۹۶

مکان کاشکار

اشتیاق احمد

نام ناول مکان کا شکار
 سلسلہ کتاب خانہ
 جملہ حقوق و محفوظات
 جلد

نام ناول	مکان کا شکار
پبلشر	ظاہر ایس ملک
طبع اول	ست ۱۹۹۵
کتابت	سعید ناظم
سرودق	انداز
طبع	زادہ بشیر پٹریز
قیمت	۱۵/- روپے

اشدید قل پنہلی کیشنا

۹/۱۷ نصیر آباد — مسلم پورہ — سانده محلہ — لاہور

فون: 7112969 - 7246356



چشتی شفیق

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ،
اُنھرست صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، راستے کے درمیان مدت
گزرد اور نہ دہان پائخانہ پھر دے۔

سن ابن ماجہ شریف ، جلد سوم
صفحہ نمبر ۱۸۹ ، حدیث نمبر ۶۶۲

دراستے کے درمیان سواری سے اُڑنا یا رکنا ، دہان پائخانہ یا
پیشاب کرنا درست نہیں ، کیونکہ چلنے والوں کو اس سے
تکلیف ہوگی — سبحان اللہ ! دینِ اسلام میں کوئی بات نہیں
چھوڑی ۔ یہاں تک کہ حضانی کا استظام بھی موجود ہے ।

کہ میں نے یہ بات کیوں لکھ کر نہ جانے نادلوڑ
کا یہ اونٹھ کر کر دش بیٹھے گا۔ دیسے مجھے یہ
سرے سے بیٹھا نظر نہیں آتا۔ کیونکہ کاغذ کا اونٹھ
تو روز بروز اور احتشام جارا ہے۔

ابھرے حال، تھے تھے جنہے جذماہ پہلے تو فتحتھ
تھے اضافہ کیا تھا۔ تھے تو ابھے سوچتے ہوئے بھرے
ذرتا ہو رکھ کر آپھ کیا خالص کریں گے۔
آپھ کچھ خالص کر رکھ یا نہ کریں۔ میں یہ خالص کرنے
پر بھروسہ کے میں کیا خالص کر رکھ۔ اور کیا خالص
کر رکھ۔ خالص فرمائے ذرا۔

ستارہ

یوم اربیل ۱۹۹۵ء

دو باتیں

اسلام علیکم!

بھرے بھرے سوچتا ہو رکھ۔ نادلوڑ کا یہ اونٹھ
نہ جانے کر کر دش بیٹھے گا اور کچھ بیٹھے گا۔ بیٹھے گا
بھرے یا نہیں۔ ابھے دیکھیے نا۔ جبھے تھے تو اداہ
قام کیا تھا۔ اسے دفعتہ کا غذہ بچا رکھ دے پے فھردم
تا۔ ابھرے حال، تھے تھے جبھے چھوٹے نادلوڑ
کے قیمت ۱۵۰ روپے کھر کر۔ اسے دفعتہ کا غذہ
۲۸۰ روپے فھردم تھا۔ اور ابھے۔ آپھ نے
اخراجاتہ۔ تھے بڑھ یا ہو گا۔ کاغذ کا ملکھ بھرے
شدید تریخ خراپ پیدا ہو چکا ہے۔ کاغذ بازار میں
اوائی تو ملے نہیں رہا۔ مٹا ہے تو دستہ بکا کاغذ
اور ۳۶۰ روپے فھردم۔ لکھر جہاد بتایا جاتا ہے۔ غور
فرماتھ۔ ایکھدم پر اتنا زیادہ اضافہ۔ انسان جانے
تو کہا رکھ جاتے۔ ابھے آپھ کو معلوم ہو گیا ہو گا

نادل پڑھنے سے پہلے یہ دیکھوں گیں کہ :

— اُت نادا کو تو نہیں —
— آپ کو سکول کا کوئی لام تو نہیں کرنا —
— مل آپ کا کوئی شست یا استھان تو نہیں —
— آپ نے کسی کو وقت تو نہیں دیے وہ کھا —
— آپ کے ذمہ مگر واصل نے کوئی کام تو نہیں لگا کردا
اگر اپنے بارا بھر جیسے کوئی بھائی بھائی جسے
تو نادل کے امداد کو بھی بھر کر دیجے۔ پہلے نادل اور دوسرے
کاموں سے غارف ہو جیسے، پس نادل اپنے بھائی بھائی ملکر:

اشتیاق احمد

ترقی

"ہیلو! باس! میرا تعاقب کیا جا رہا ہے:
اور کیا ہو میں تمہارے تعاقب میں ہے؟
میں صریح"

"اپنی بات ہے۔ تم اس وقت کون سی سڑک پر ہوئے
جی میں اور سلان روڈ پر ہوں؟"

"بہت خوب! اور سلان روڈ کے آخری چھوٹا بے سے تم باہمیں
لاتھ والی سڑک پر مر جانا۔ یہ سڑک تیمور روڈ کہلاتی ہے۔
میں صریح۔ میں نے یہ سڑک دیکھی ہوئی ہے!"

"یہ اور ابھی بات ہے، اس سڑک کے آخر میں نیلے دنگ کی
ایک عمارت ہے۔ تم بے دھڑک اس عمارت میں داخل ہو
جانا، وہاں میں تمھیں موجود ملوں کا اور اس کے بعد تم ہر
طرح محفوظ ہو گے۔"

"کیا کہا صریح۔ آپ موجود ہوں گے؟"

”اہ! شاید تم اس بیے جیران ہو رہے ہو کہ آج تک تو میں تھا
سائنسے آیا نہیں۔ اب یکسے آؤں گا؟“

”بس۔ میں سر۔“

”بھتی اس میں جیران ہونے کی ضرورت نہیں۔ اپنے کارکنوں
کو پولیس سے بچانا میرا فرض ہے۔ اور میں اس فرض کو بخانا
ہانتا ہوں۔ آج تک میرا ایک کارکن بھی پولیس کے ہاتھ نہیں
لگ کے۔ اور یہ کوئی معمولی ہاتھ نہیں۔ اور میرا دعویٰ
ہے کہ جس دن بھی میرا کوئی کارکن پولیس کے ہاتھ پڑتا گی، میں
اسی دوسرے یہ سام چھوڑ کر خود کو قانون کے حوالے کر دوں گا۔“

”میں سر۔ یہ بات سب کو معلوم ہے۔“

”بس تم آ جاؤ۔“

”لوگے سر۔ میں اب مُرنے والی لگا ہوں۔“

” دروازہ اندر سے بند نہیں ٹلے گا۔ تم اندر داخل ہو کر
دروازہ اندر سے بند کرو گے۔“

”بہت بہتر سر۔“

اس نے کہا اور دائریں بیٹھ بند کر دیا۔ ایک نظر پیچے
کرنے والی گاڑی پر ڈال کر وہ ہائیس طرف ٹڑی گی اور ایک دم رفتادہ
مزید بڑھا دی۔ صرف ایک منٹ بعد وہ پیسے رنگ کی ایک
عمارت کے نزدیک پہنچ گی۔ ابھی تک پولیس کی گاڑی نے مدد

نہیں ملا تھا۔ اس نے آؤ دیکھا، نہ تاؤ، نیسے رنگ کی عمارت
میں داخل ہو گی۔ لیکن اس سے ایک غلطی ہو چکی تھی۔
اور وہ یہ کہ گاڑی اس نے بالکل نیسے رنگ کی عمارت کے
سامنے دو کی تھی۔ جب کہ اس سے چاہیے تھا کہ پچھے آگئے
لے جا کر یا پچھے پیچھے روک کر اس عمارت میں داخل ہوتا۔
اس کے عمارت میں داخل ہونے کے تین سیکنڈ بعد
پولیس کی گاڑی نے مدد مٹرا۔“

”وہ دیکھی اس کی کارڈ ایک پولیس والا چلتا۔“

”اس کا مطلب ہے۔ وہ کار سے اُترنگی ہے۔
”اُدھ اُتر کر اس نے دوڑ لگا دی ہو گی۔ لیکن ہم اس
کے جوتوں کے نشانات کے ذریعے اس کا تراخ لگایں گے۔
آج یہ بحاد سے احتصوں سے پیچ نہیں کے گا۔“

”بالکل۔ اور پھر ہماری ترقی کی۔ ایس پی صاحب نے
اس یونگ کے کسی بھی آدمی کی گرفتاری پر ترقی دینے کا وعدہ
جو کر دکھا ہے۔“

”لیکن یاد۔ یہ کس قدر عجیب یات ہے۔ آج تک اس
یونگ کا ایک آدمی بھی گرفتار نہیں ہو سکا۔“

”اہ! عجیب ضرور ہے۔ لیکن یہ ایکاتفاق ہی ہو سکتا
ہے۔ اس کے علاوہ اور پچھے نہیں۔“

اور پھر ان کی گہاڑی نیلی عمارت کے نزدیک پہنچ گئی۔
دونوں بیجے اُترے۔ انھوں نے بخور کار کو دیکھا۔ کار کے
آس پاس بجتوں کے نشانات کو دیکھا۔
” یہ وکھو۔ کار کے دروازے کے پاس جوتے کے تازہ
نشانات۔ اور یہ نشانات مید سے اسی عمارت کی طرف جا رہے
ہیں۔ ایک نے کہا۔

” اُوہ میں یہ کام تو بہت آسان ہو گیا۔ ہزا آں گی۔ اب
ترقی یا کلکی کو دوسرا نہ کہا۔
دونوں نیلی عمارت کے دروازے تک آگئے۔ بختے کے نشانات
پاکل صاف تھے۔

” مجھے اس میں کوئی ٹک نہیں کرہتا۔ اس عمارت میں
ہے۔ ایک بولا۔
” میکن شرہ یہ ہے کہ دُو دُوسرے دروازے سے تک دیکھا
ہو۔ دوسرہ ملکراپا۔
” پہلے یہ دیکھ لیتے ہیں کہ اس عمارت کا کوئی دوسرा دروازہ
ہے یا نہیں۔

” میں اس طرف ٹھرتا ہوں۔ تم دوسری طرف ہواؤ۔
” اس کے لیے شاید مجھے دوسری لگی میں جاتا پڑے جگا۔
” تو پہلے جاؤ تا۔ ترقی بخیر محنت کے تو نہیں مل جایا کرتی۔

” دُوسری تیز تیز قدم آجھا چلا گی۔ لیکن جلد ہتھی اس کی
دالپتی ہو گئی۔ اس کا چہرہ چک رہا تھا:
” ہزا آں گیا۔
” اچھا! دُو دیکھے۔ تھوڑا سا ہزا مجھے بھی آتے دو۔
” دوسری طرف کوئی دروازہ نہیں ہے۔
” گویا دُو اندر ہی ہے۔
” ہاں! اب ہمیں مزید فوٹ بلانا ہو گی۔ ایس پی ڈا با صاحب
کو اطلاع دینا ہو گی۔
” اُرے تو جلدی کرو تا۔ صحیح۔
” داتریں پر ایس پی ڈا با صاحب کو یہ اطلاع دی گئی۔ سنتے
ہی دُو بولے۔
” تم پچھس رہو۔ پونیش سنبھال لو۔ میں آرہا ہوں۔ میرے
آتے تک تم کچھ نہیں کرہ گے۔ تم سمجھ کرے ہے۔
” یہ سرت۔ اس نے کہا۔
” او کے۔ میں آرہا ہوں۔
پندرہ منٹ بعد پولیس کی ایک بڑی گاڑی اپنے پیچے لیے
ایس پی ڈا با صاحب داں پہنچ گئے۔ اپنی جیپ سے اُرستے ہوئے
انھوں نے ان دونوں کو بخور دیکھا۔
” اس نے باہر لکھنے کی کوشش تو نہیں کی، انھوں نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ دونوں ایک ساتھ بولے۔
اس عمارت کو میحر دو۔ اگر کوئی فراد ہونے کی کوشش کرے
تو اس کی مانگوں پر گولی مارنا۔ انھوں نے پہلیات دیں۔
آن کی حکم کی تعلیم کی گئی۔ اور پھر ایس پی صاحب نے
ان دونوں کو اشانہ کیا:

"اب تم دشک دو۔ گھبرا نے کی مزورت نہیں۔ دشک دینے
ہی تم داتیں بائیں ہٹ جانا۔ اگر اس نے فائزگ کی تو تم
ان کی فائزگ سے محفوظ رہو گے۔ ساتھ ہی ہمارے جوان
ہوذشن یہے ہوتے ہیں۔ وہ اس کی ایک نیس پلٹنے دیں گے۔
"بہت بہتر سر۔ آپ فکر نہ کریں۔ ایک نے کہا اور دھک
دھک کرتے دل کے ساتھ آگے بڑھنے لگے۔ اس وقت وہ سوچتا ہے
تھے۔ ترقی حاصل کرنا بھی کس قدم جان جو کھوں کا کام ہے۔
درودازے پر پیغ کر ایک نے دشک دی۔ ایک منٹ گزر گیا۔
اندر سے کوئی باہر نہ نکلا۔ رکسی نے جواب دیا۔

اس مرتبہ پارے نمود شور سے دشک دی گئی۔ ایک منٹ
اور گزر گیا۔ تیسرا دشک کے بعد ایس پی صاحب بولے:
"میں جان گیا۔ وہ اندر ہے اور باہر نہیں نکلے گا۔
اے تو نکالا جائے گا۔"

یہ کہ کر انھوں نے پیکر پر اعلان کیا:

"جذردار اتم ڈاٹھ کر باہر نکل آؤ۔ اس طرح تم
رنجی ہوئے بغیر قانون کی گود میں آ جاؤ گے۔ ورنہ تم اپنی
جان سے ٹاٹھ بھی دھو سکتے ہو۔
ان کی اس وارنگ کا بھی کوئی جواب نہ ملا۔
"اب درودازہ توڑنا ہو گا۔ ایس پی صاحب نے ختحے کے عالم
یں کما۔

"یکن سر۔ دفعانہ بہت مضبوط ہے۔ اس سے کہیں بہتر ہے
کہ ہم سیڑھی لگا کر انہے داخل ہو جائیں۔ ایک ماتحت نہ کہا۔
اچھی بات ہے۔ سیڑھی دیوار سے لگا دی جائے۔ وہ بولے۔
سیڑھی لگا دی گئی۔ اس وقت ساڑھے چارچوں رہتے
تھے اور یہ سردوں کے دن تھے۔ سوچ غرہب ہونے کے
قریب تھا۔ اور اس کے ساتھ سردی میں بھی اضافہ ہو رہا
تھا۔ سیڑھی لگانے کے بعد ایس پی صاحب نے اپنی دونوں
سے کہا:

"ان دونوں کا تعاقب تم نے کیا ہے۔ اگر ترقی یعنی ہے

تو تم ہی اپر پڑھو۔"

"او کے سر۔ وہ بولے اور سیڑھی جڑھنے لگے۔ اب ان
کے دل اور تیزی سے دھڑک رہتے تھے۔ آخر وہ چست پر
پہنچ گئے۔ انھوں نے منڈیر پر پہنچ کر نیچے جانکلا۔ ٹارچ کی

روشنی میں نیچے عمارت کا صحن نظر کیا اور دروازے کے ساتھ
ایک بہت بڑا درخت بھی نظر آیا۔

اب اس طرف بیڑھی کو نگاہنا پڑھے گا۔

بھی نہیں۔ اس سے پہلے زینے کو دیکھ لیں۔

زینے کا دروازہ دوسری طرف سے بند تھا۔ انھیں بیڑھی
ہی آپر کھینچنا پڑتا۔ اور پھر دونوں نیچے آتے گئے۔ نیچے کافی آری
تھی۔ مارچیج کی روشنی کے بغیر کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ روشنی
چاروں طرف گھمائی تو انھیں ایک طرف سورج بورڈ نظر
آ گی۔ پن دباتے، ہی صحن میں روشنی ہو گئی۔

کہاں پہنچے ہو بھئی۔ اب تم پریک ترکتے نہیں۔ باہر چاروں

طرف پولیس موجود ہے۔ ایک نے لانک کھاتی۔

بھرم کی طرف سے انھیں کوئی جواب نہ ملا۔

اب پوری عمارت میں دیکھنا ہو گا۔

یہ درخت کس قدر عجیب ہے۔ دوسرا نے درخت کو بغیر
دیکھتے ہوتے کہا۔

بھئی درخت کو بعد میں دیکھ لیں گے، پہلے اسے تلاش
کرنا ہو گا۔

اسی وقت پیکر پر ایس پیٹا بایا صاحب کی آواز سنائی دی۔

بھئی ارمغان خان۔ طوبنان خان۔ کیا کرنے لگے اندر۔ اب تک

تحدی طرف سے کوئی نظر نہیں ملی۔

ہم بیچے اور گئے ہیں سر۔ اب اسے تلاش کر دے ہے ہیں۔

دہ کہیں نظر نہیں آ رہا۔

کسی بھگ چپا ہوا ہو گا۔ تم ایسا کرو کہ دروازہ کھول دو، تاکہ

کچھ اور لوگ اندر آ کر تھاری مدد کر سکیں۔

یکن سر۔ ترقی۔

وہ تھارا حق ہے۔ بھکر دکرو۔ دروازہ کھول دو۔

آن میں سے ایک دروازے کی طرف بڑھا۔ اچاک اس کا

پیسل گیا۔ وہ دھڑام سے گرا۔

ارے ارے۔ بنھل کر بھئی۔ یہ کر دو مرآ اسے اٹھانے کے

لیے گئے بڑھا۔ یکن وہ بھی ثبوی طرح چسلا۔ اس کے منزے

بیخ سی انکل گئی۔

پھر اچاک انھیں یہیں ہوا ہو گیے کوئی پردہ سا ان پر

آگرا ہو۔

ارے ارے۔ یہ کیا۔ نجداد۔ ہم نمیں کوئی مار دیں گے۔

ارمان خان نے بیخ کر کھا۔

اس کی یہ آواز پاہر کھڑے ایس پیٹا صاحب نے بھی ٹھنی۔ وہ

اپنے تھوڑی کی طرف دیکھ کر دیے۔

آخر وہ انھیں نظر آہی گیا۔ انھیں ترقی مل، ہی گئی۔

وہ کئی منٹ تک انتظار کرتے رہے۔ اسی جھلک کے بعد اندر سے کوئی آواز سُنانی نہ دی۔
”ارمان خان۔ کیا کر رہے ہو۔ اسے پکڑ لیا یا نہیں؟“
ارمان خان کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ ایس پر صاحب پھر چلا گئے:
”طفاق خان۔ اندر کی بودا ہے۔ بلو۔ جواب دد۔“
ان کی طرف سے اب بھی کوئی جواب نہ ملا۔ اب تو وہ پریشان ہو گئے۔

”جاہر رضا۔ تم اندر جاؤ۔“
”یکن کیسے سر۔ یہڑھی تو اب اندر ہے۔“
”اوہ۔“ دوسری یہڑھی کا بندوبست کرو۔ وہ جھلک کر بولے۔
”دوسری یہڑھی کافی کے لیے یا تو پویں ایشش جانا پڑے گا۔
یا پھر پڑویں سے یہنا پڑے گی۔“
”پڑویں سے کوئی۔“

اسی جھلک کو ٹھیک بہت بہت فاصلے پر تھیں۔ یہ عمارت بھی بالکل ایکلی نکھڑی تھی۔ زدیک تین کوٹھی کے دروازے پر دنک دی گئی۔ ایک ادھیر غرائدی باہر نکلا۔
”ہسلام علیکم۔“ آپ کے پاس یہڑھی بلوگی خاتب۔ لکڑی کی یہڑھی۔ وہ سامنے والے مکان میں ایک مجرم گھس گیا ہے۔

”اے پکڑتا ہے ذرا۔“
”کی کہ۔ سامنے والی عمارت۔“ اس نے خوف زدہ لمحے میں کہا۔
”یکوں کی بات ہے۔“ وہ سامنے والی عمارت ہے۔ سامنے والی عمارت کوئی جتن دیو نہیں ہے۔ پویں میں نے کہا۔
”ن۔ نہیں۔ نہیں۔“
یہ کہ کہ اس نے دروازہ کھٹ کے بند کر دیا۔

پر کر کر وہ دروازہ بھوٹ کا توں چھوڑ کر انہوں چلا گیا۔ وہ
مایوس، ہو کر دوسری کوٹھی کی طرف بڑھے۔ دستک دینے پر
ایک نوجوان آدمی نے دروازہ کھولا اور پولیس کو دیکھ کر گھبرا گیا:
”کیا بات ہے جاپ؟“
”ہمیں اس مکان کے بارے میں معلومات درکار ہیں۔“
کاظمیل نے اشارہ کی۔

”ادے باپ رے۔“
”ہاں وہ عمارت؟ پولیس میں نے جمل کر کیا۔“
”ٹھاہے۔ آسیب زدہ ہے۔ پکھ دوگ کئے ہیں، اس
میں ڈاکو رہتے ہیں۔ ایک صاحب ایک دن کر رہے تھے کہ
اس میں انھوں نے ایک آدمی کو جاتے دیکھا اور پھر باہر آتے
نہیں دیکھا۔“

”کیوں۔ کیا وہ کتنی دن تک مکان کے دروازے پر نظری
چاہئے بیٹھے رہے تھے؟“ پولیس میں نے جھٹا کر کیا۔
”بھی نہیں۔ انھوں نے بتایا کہ وہ چار بھاتی ہیں۔ ان چاروں
نے باری باری ڈیوٹی دی تھی۔ دو دن تک وہ باہر نہیں
بلکہ تھا۔ دو دن کے بعد انھوں نے بھارتی ختم کر دی تھی۔“
”اچھا خیر۔ آپ کے گھر میں باشیں والی یہڑھی ہو گئی؟“
”جی ہو گئی۔“

وہ بھی

”یہ کیا بات ہوتی ہے دستک دینے والے نے یہاں ہو کر کیا۔“
”بھگ میں ہمیں آ سکا یہ معاملہ۔ دوبارہ دستک دو۔ دوسرے
لے جھٹا کر کیا۔“
ایک بار پھر نقد زور سے دروازہ دھڑک دھڑکایا گیا۔ آخر دروازہ
پھر سمجھا اور وہی آدمی جھٹا کر بولا۔
”جخاب! میرے لھر میں کوئی سیڑھی نہیں ہے۔ مجھے معاف
فرمائیں۔“ یہ کر کر وہ پھر دروازہ بند کرنے لگا۔
”سیڑھی کی بات چھوڑیں اور یہ بناویں۔“ اس مکان کا کسی چکر
ہے؟ پولیس میں نے دروازے میں بُخٹا اڑاتے ہوئے کیا۔
”اس مکان میں بخوبت رہتے ہیں۔ چڑھیں رہتی ہیں اور جن
بھی۔ اور کچھ؟“ اس نے تملک کر کیا۔

”مذاق کر رہے ہیں شاید۔“
”اس پاس کے دوسرے دو گوں سے پوچھ لیں۔“

" ذرا وہ نہیں دے دیں — ابھی واپس کر دیں گے :

" آپ سیرٹھی کا کریں گے کیا ؟

" اس مکان میں داخل ہونا ہے — ہمارے دوستی اندر داخل ہوتے تھے — اب تک بوث کرنیں آتے :

" اورے باپ رے — آپ بھی نہیں آئیں گے ، لہذا نہ جائیں "۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے :

" پڑا نہیں — یہ کیسے ہو سکتا ہے اور کیسے نہیں ہو سکتا : اس نے کہا —

" میرا آپ سیرٹھی تو دے دیں :

" بھی ضرور ! کیوں جی :

اس نے سیرٹھی انھیں دے دی — سیرٹھی نے کہ دہ اس مکان کے زندگی سنبھلے — اس پری صاحب پرے تباہ انداز میں ادھر سے آدھر تھمل دہے تھے :

" سیرٹھی حاصل کرنے میں اتنی دیر لگادی ہے وہ غرائے

" اس مکان کے بارے میں بہت عجیب و غریب ہمیں تھے میں آتی ہیں سر — یہاں چار بھائی ایسے بھی رہتے ہیں کہ انھوں نے تو باقاعدہ اس مکان کی بھگوانی کی ہے — سیرٹھی ہے — پہلے ان سے پاتسیں کر لیں ۔

" دماغ تو نہیں چل گیا — ارے بھی ، ہمارے دوستی

اندر پہنچنے کے ہیں اور ہم معلومات حاصل کرنے میں وقت ضائع کریں ۔

" یکن سر — یہ معلومات بہت خوف ناک ہیں ۔

" ہوں گی — مجھے ان معلومات سے کوئی غرض نہیں — مجھے غرض ہے اپنے دواؤں کی واپسی سے — جلدی سے سیرٹھی لگاؤ اور دس آدمی اندر جائیں ۔ جو بھی سامنے آئے ، اسے جھوٹ کر دکھ دیں ۔ انھوں نے حکم دیا ۔

" سوری سر — ان میں سے ایک نے کہا ۔

" کس بات کے لیے سوری سر کہ رہے ہو ؟ ایس پری دیا نے حیران ہو کر کہا ۔

" ہم اندھے نہیں جاتیں گے ۔

" سی کہ — تم اندر نہیں جاؤ گے — حکم ماننے سے انکار کر دے پے ہو ؟

" یہ سر — آپ پہلے عادت کے باسے میں معلومات تو دے لیں ، اس میں جو جاتا ہے ، واپس نہیں آتا — ہمارے تو چھوٹے چھوٹے

بچے ہیں — ابھی بھیں زندگی کی ضرورت ہے ۔

" حقیقت زندگی کی ضرورت کوں محسوس نہیں کرتا — حکم عدوی کی صراحتاً تو اب نہیں ہے گی — ایک طرف ہو کر کھڑے ہو جاؤ — تم دس آجے ہو ۔ انھوں نے دوسرے کاشتھیوں سے کہا ۔

" تو پھر آپ ہمارے ساتھ چلیں سر۔ آخر آپ بھی تو ملازم
ہیں۔ ایک نے کہا۔

" کیا کہا۔ بد تیز۔ انپکٹر ساجد۔ اسے اسی وقت سو بید

کمر پر لگائیں۔

" سر۔ میرا خیال ہے۔ ہمیں پہلے معلومات حاصل کر لیتی
چاہیں۔ اس میں کیا حرج ہے آخر۔ انپکٹر ساجد نے پر سکون

آواز میں کہا۔

" انپکٹر ساجد۔ آپ بھی یہ کہ رہے ہیں؟ ایس پی دھک سے
روہ گئے۔

" ان سر۔ یہ وقت کی ضرورت ہے۔"

" چاہے اتنی دیر میں ہمارے آدمیوں پر قیامت ہی کیوں۔

گزر جائے۔"

" ان پر تو جو قیامت گزنا تھی، گزد گئی۔ اب تو ہاقیوں

کی نکر کرنا چاہیے۔"

" اچھی بات ہے۔ سہی۔"

اب وہ اس کوٹھی کے دروازے پر پہنچے۔ جس کے چار
بھائیوں نے نجراں کی تھی۔ دھنک کے جواب میں ایک نوجوان نے

دروازہ کھولा اور پویں کو دیکھ کر پریشان ہو گیا۔

" خیر تو ہے جواب۔ کیا ہم سے کوئی عقلی ہو گئی ہے؟"

" وہ لرزتے کا پتے ہے گے اسے۔ یہ کونج یہ بات چیت
امتحنوں نے بھی تھی۔ ان کے بھی رنگ اڑا گئے تھے۔" " کانشیل ایس پی کا حکم مانتے سے انکار کر دیں، یہ کوئی مددی
بات نہیں تھی۔ اور انکار کرنے والے بلا وجہ انکار نہیں کر
سکتے تھے۔

" بیڑھی دیوار سے ٹکا کر اندھہ پہنچے جاؤ اور اپنے دونوں ساقیوں
کو تلاش کر دے۔ یعنک اس سے پہلے دروازہ کھول دینا۔ ان
امتحنوں نے جاتے ہی دروازہ نہیں کھولا تھا۔"

" اد کے سر؟ ایک نے لرز کر کہا۔

" کیا تم وگوں کو بھی ڈر لگ رہا ہے؟

" میں سر؟

" کیا تم بھی جانے سے انکار کرنا چاہتے ہوئے؟

" میں سر۔ تو سر؟ کیا آوازیں آہریں۔"

" آخر اس میں کیا حرج ہے سر۔ کہ آپ پہلے ان چار بھائیوں
سے معلومات حاصل کر لیں۔ اس میں کہ اس پاس دلوں کا
کہا ہے کہ اس میں جن بیوتوں اور بیٹیوں دہتی ہیں۔"

" یہ سب بخواں پاتیں ہیں۔ اتنی زندگی گزد گئی، ہرچہ سمجھ
کسی ایک جن بیوتوں یا چڑیل سے ملاقات نہیں ہوتی۔ ایس پی
صاحب نے کہا۔"

گئی ہے۔ اس نیلی عمارت کے اندر بھوپل جاتا ہے۔
وہاں نہیں آتا۔ اور آپ نے اس بات کی باقاعدہ نگرانی
کی ہے:

”بھم تو یہی سمجھتے ہیں سر۔ بات کیا ہے۔ یہ اللہ جانے۔“
”آپ کیا سمجھتے ہیں؟“

”یہ کہ۔ یہ عمارت بہت خوفناک ہے۔ میں نے اپنی
آنکھوں سے اس میں ایک شخص کو داخل ہوتے دیکھا۔ اور
چھ دو دن تک وہ باہر نہیں آیا۔ اس کے بعد آیا ہو تو ہم
کو نہیں سکتے۔ یکو نکل، ہم چار بھائیوں نے بادی بادی نگرانی
کی تھی۔“

”آپ کو ایسا کرنے کی ضرورت یکوں محسوس ہوتی؟ سوال
تو یہ ہے؟“

”اس کے بارے میں عجیب و غریب باتیں سنتے بہت مت
گز رکھتی ہے۔ ایسے میں اپنی آنکھوں سے کسی کو اس میں داخل
ہوتے دیکھا تو پس میں مبتلا ہو گئے اور یہ دیکھنا چاہا کر
وہ واپس آتا ہے یا نہیں۔ یہکن وہ واپس آتا نظر نہ آیا۔“

”ہوں! اور اس عمارت کے بارے میں کیا باتیں مشہور ہیں؟“
”پہلی تیریہ کہ اس میں جتن جھوٹ پڑھیں رہتی ہیں۔
دوسری یہ کہ اس میں کوئی داخل ہو جائے تو واپس نہیں۔“

”اس نے کہا۔“

”آپ نے جس آدمی کو انہد جاتے دیکھا، کیا اس نے انہد
جانے سے پہلے دروازے کا تالا کھول تھا؟“

”جی نہیں۔ اس عمارت کے دروازے پر آج تک، ہم
لے تالا نہیں دیکھا۔ اس نے دروازے کو دھکا دیا تو وہ محل گیا
تھا اور اس نے اندر داخل ہو کر دروازہ اندر سے بند کر دیا
تھا۔ یکو نکل میں نے دروازے پر جا کر دروازہ دھکیل کر دیکھا تھا۔
اوہ وہ نہیں کھلا تھا۔“

”بھوں۔ نیچر۔ آپ کا شکریہ؟“

”اوہ پھر نیلی عمارت کی طرف آگئے۔ ایس پی ڈا بانے انکھڑ
ساجد کی طرف دیکھا۔“

”اب کیا کروں؟“

”آپ فرمائیں۔ ان حالات میں ان میں سے کوئی انہد جانا
پسند نہیں کرے گا۔“

”تب پھر۔ میں جاؤں گا۔ ایس پی صاحب ہو لے۔“

”کیا فرمایا۔ آپ جاتیں گے ہی انکھڑ ساجد دھک سے رہ گیا۔“

”اہ اور کیا۔ میں اپنے دونوں آدمیوں کو مصیبت میں
کس طرح چھوڑ سکتا ہوں۔“

”تب پھر۔ آپ نہیں۔ میں جاؤں گا۔ انکھڑ ساجد نے کہا۔“

”کیا ہم ایک پنی صاحب سے بھی ناتھ دھو بیٹھے ہیں؟“
 ”اس کے سوا ایک کہا جا سکتا ہے：“
 ”اُن ماک - اب، ہم کیا کریں؟“
 ”اس خادت کا دروازہ توڑ ڈالا جائے۔“ ایک حوالدار نے غصہ
 میں آ کر کہا۔
 ”اس طرح تمام بھوت اور چڑیں باہر نکل آئیں گی۔ اور
 میں چھٹ جائیں گی۔“ دوسرا بولی۔
 ”کیا بکواس ہے۔ یہ کسی جہانگیری کی شرارت ہے، کسی جن
 بھوت کی نہیں؟ انپکٹر ساجد نے چل کر کہا۔
 ”تب پھر آپ کیوں اللہ نہیں جاتے؟“
 ”اہ! اہ! اسیں چادی گا اور دیکھوں گا۔ یہ جن بھوت اور
 چڑیں - میرا کیا لگاؤ لیتے ہیں؟“ اس نے ہوش کے عالم میں کہا۔
 ”اوہ چہر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا سیڑھی کی طرف چلا گیا۔“
 ”رُک جائیے سر۔ رُک جائیے۔ یہ کام نہ کرو۔“
 ”اب میں نہیں رکوں گا۔ یا اپنے ساتھیوں کو واپس لاوں
 گا۔ یا ان کے پاس پہنچ جاؤں گا۔“
 ”نہ نہیں۔ سر۔ نہیں۔ وہ چلاتے۔“
 ”خاموش بُزدُلت۔ انپکٹر ساجد نے گرج کر کہا۔
 ”ہم گئے۔ اور انپکٹر ساجد چھت پر پہنچ گی۔ اس نے

”میں اپنے کسی ماتحت کو موت کے منہ میں جان بوجھ کر
 نہیں دھیکل سکتا۔“ اب تک جن دو گوں نے اندر جانے سے
 انکار کیا تھا۔ میں انھیں بھی معاف کرتا ہوں۔ انھیں
 کوئی سزا نہیں دی جاتے گی۔ اور اب سیڑھی دوار سے
 گا دی جاتے۔“

”سر۔ سوچ یہیں ایک باد پھر۔“
 ”اب کیا سوچا۔ حکم کی تعیین کی جائے۔ کوئی میرے
 پیچے نہیں آتے گا۔“
 اور پھر سیڑھی گا دی گئی۔ ایس پنی صاحب اور پرہیز
 گئے۔ اس سیڑھی کو آٹھا کر دوسری طرف گانے کی انھیں
 ضرورت نہیں تھی۔ یکونو صحن میں سیڑھی مگلی ہوئی تھی۔
 انھوں نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔ لاتھ ہلایا اور منڈیر کی
 طرف بڑھ گئے۔

پیچے ان کے ساتھی دھک دھک کرتے دلوں کے ساتھ
 ان کا انتظار کرنے لگے۔ ان کی طرف سے کوئی پیغام مٹ
 کا انتظار کرتے رہے۔ میکن نہ وہ واپس رہئے۔ نہ ان
 کی طرف سے کوئی پیغام مٹا۔
 اس طرح آدھہ گھنٹہ گزدگی۔ انپکٹر ساجد کی ہمت جواب
 دے گئی۔ اس نے کہا:

ایک نظر اپنے ساتھیوں پر ٹالی ۔ اور جو لیا
”میں جا رہا ہوں ۔ اگر والیں نہ آ سکا۔ تو میرے لیے
اور میرے ساتھیوں کے لیے دعا کر دیا کرنا۔ خدا حافظ“
پر کر کر دہ بھی منڈیر کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی
پہنچنی پہنچنی آنکھوں سے اور پر دیکھنے کے دیکھتے رہ گئے ۔

خبر

”بڑی چیزت انگریز خبر ہے۔ فاروق کے مز سے نکلا۔

”یک خبر ہے بھائی نہ خود نے کہا۔

”یہ لو۔ خود، ہی پڑھ لو۔ اللہ تعالیٰ نے آنکھیں دی ہیں اور
پڑھنا ہی جانتے ہو۔ فاروق نے مز بنایا۔

”تو صحیح بیجع مرچیں کیوں چیادر ہے، ہو؟

”کہاں۔ نہیں تو۔ آج تر باور پی خانے میں اتفاق سے مرچیں

دیے ہی ختم ہیں۔“

”یہ بات نہیں کیے معلوم ہو گئی۔ کیا آج کل اتنی چان کی
بجائے تم کھانا پکانے لگے ہو؟ فرزانہ کے بھے میں چرت تھی۔

”یہ بات نہیں۔ پسی ہوئی ذرا سی مرچوں کی ضرورت ہیں
ہے گئی تھی۔ اس نے کہا۔

”اوہ ہو اچھا۔ لیکن کس سلسلے میں؟ فرزانہ کے بھے میں بلا کی
چرت در آئی۔“

وہ میں ایک تجربہ کر رہا تھا۔ فاروق نے فوراً کہا۔

پسی ہوئی مرچوں سے:

ہاں آؤ۔ پہلے میں تمہیں اپنے تجربے کی کارستانی دکھانی تجربے کی کارستانی یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتے ہے؟

مُحَمَّد نے چران ہو کر کہا۔

یہکن تم فاروق نہیں ہو۔ فاروق نے من بنا�ا۔

کی فرق پڑتا ہے۔ گوئیں بھی تو ادھر سے اُدھر ہوتی ہیں۔ مُحَمَّد مسکرا یا۔

اب پہلے اس کے تجربے کی کارستانی دیکھیں یا جنہیں دیکھیں۔ فرزاد نے مُحَمَّد کی طرف دیکھا۔

بھئی اخبار کیسیں بھائیں جائیں۔ فاروق نے جتنا کر کما۔ تو کیا تجربہ یا اس کی کارستانی کیسیں بھائے جا دہے ہیں۔

مُحَمَّد نے چران ہو کر کہا۔ تمہیں تجربے کی کارستانی سے دلپیسی نہیں تو تجربہ بُوٹھ دو۔

نہیں! میں پہلے تجربہ دیکھوں گی۔ فرزاد بولی۔

وہ اپنیں پائیں باغ۔ میں لے آیا:

یہ کیا۔ تم تجربہ گاہ کی بھائے، نہیں پائیں باغ۔ میں کیوں لے آتے؟

تجربات پودوں پر بھی ہوتے ہیں۔

اوہ اچھا۔ خیر۔ دکھا۔ کیا دکھانا چاہتے ہوئے؟

وہ اپنیں ایک شترخ دلک کے پودے کے پاس لے آیا۔ اس پودے کو دیکھ کر مُحَمَّد اور فرزاد چونک اٹھے:

اُرے یہ کیا۔ مم نے اس قسم کا پودا شاید پہلے بھی نہیں دیکھا۔

میرا بھی بھی خیال ہے۔ میں تم دونوں سے چھپا کر باغ کے بالکل ایک طرف یہ تجربہ کرتا رہا ہوں۔ یہ پودا میں ایک زبردی

سے خرید کر لایا تھا۔ زبردی والے نے کہا تھا۔ یہ پودا غاص طور پر ایمیزن کے جگل سے لایا گی ہے۔ اس کی خوبی یہ ہے

کہ اگر اس کی جڑ میں روزانہ پسی ہوئی مرچوں والا پاتی دیا جائے تو یہ ایک دن یکڑوں اور مکوڑوں کو کھانا شروع کر دیتا ہے:

لک۔ میں مطلب، دونوں ایک ساتھ بولے۔

بھئی کون سی بات کا مطلب پوچھ رہے ہوئے؟

یہ کون سے یکڑوں مکوڑوں کو کھانا شروع کر دیتا ہے؟

جو یکڑے مکوڑے دختوں اور پودوں کو کھا جاتے ہیں۔

ن کی جڑوں سے لگ کر بالکل چٹ کر جاتے ہیں، ان یکڑوں کو۔ پہلے سال ہمارے دلایتی گلاب کے کھنے پودے

ان سکڑوں نے کھالیے تھے۔ یاد نہیں۔

”ہاں یاد ہے۔ تو کیا یہ پودا اس قابل ہو گیا ہے؟“

”ہاں بالکل۔ میں ابھی تجربہ کر دیتا ہوں۔ اس نے کھا دا

پھر ایک درخت کی طرف گی۔“ وہاں ایک لکڑی کا بکس رکھا

تھا۔ اس بکس میں سیند رنگ کا سوت تھا، اس سفوف کو

چٹ کرنے والی بے شمار یکڑے مکوڑے مصروف تھے۔

یہ یکڑے مکوڑے میں اس پودے کے پاس الٹ دلا ہوں۔

وزرا غور سے دیکھتے رہنا۔ پودا کیا کرتا ہے۔ اس نے کہا۔

”میرا خیال ہے۔“ منظر کافی سنتی خیز ہو گا۔ کیوں نہ

اس منظر کی فلم بنائیں۔ محمود بولا۔

”یہ اور زیادہ بہتر رہے گا۔ فزانہ نے کہا۔

”تو پھر میں وہی یوں کھروں لاتا ہوں۔“

محمود نے کہا اور اندر کی طرف دوڑ پڑا۔ اس نے دیکھا۔

صحن میں اب اس کے والد موجود تھے۔ گویا وہ غسل کر پکتے

اور حیرت زدہ انداز میں انبار پر جکے رہتے تھے۔

”تم کہاں ہو جتی۔“ کیا یہ حیرت (لیکن خوب پڑھ پکھے ہو)؟

”جی،“ میں سے صرف فادوق نے پڑھی ہے اور ایک

پڑھنے کا اس نے موقع نہیں دیا۔ کوئی بھی اپنا ایک تجربہ کا

چاہتا ہے۔

”یک تجربہ تو۔“
”اس نے ایک پودے کو اس قابل بنایا ہے۔ کہ وہ یکڑے
مکوڑے کھانے لگ گیا ہے۔ ایسے یکڑے مکوڑے جو پودوں کو
کھا جاتے ہیں۔“

”اوہ بھر اچھا۔ کمال ہے۔“ وہ بولے۔

”ہم ابھی آ کر یہ خبر بدھتے ہیں ابا جان۔“ دوا تجربے کی فلم
بنائیں۔ محمود نے کہا۔

”ابھی بات ہے۔“ وہ سکراتے۔

”مودودیہ سے کو باخ میں پہنچا۔“

”جلو بھی شروع کر دو۔“ اس نے کہا۔

فادوق نے یکڑے مکوڑوں کا بکس پودے کی جڑوں کے پاس
الٹ دیا۔ ادھر محمود نے یکھرے کا بن دبا دیا۔ انھوں نے
دیکھا۔ یکڑوں کے پنجے گرتے ہی۔ پودے کے پنجے ان پر
جھک گئے تھے۔ اور ان میں سے ایک یہیں دار سا مادہ نکلنے کا
تھا۔ یکڑے اسی یہیں دار مادہ کی پیٹ میں آگئے۔ جب پنجے
اٹھے تو تمام یکڑے ان سے پچھے ہوتے تھے۔ ایک بھی پنجے
نہیں رہ گیا تھا۔ پھر وہ پچھے بند ہونے لگے۔ یہاں تک
کہ وہ بالکل نیکوں کی شکل کے ہو گئے۔ وہ دم بخود کھڑے
یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ آخر کم منٹ بعد پچھے دوبارہ کھل

گئے۔ انہوں نے دیکھا۔ اب دہان بیڑوں مکوڑوں کا نام و نشان
مک نہیں رہ جتا۔

”ارے باب رے! یہ تو خونی پوادا ہے۔“

”ہاں! میک صرف بیڑے مکوڑوں کے ہی ہے۔ بہادرے ہی نہیں۔
فادرق مسکایا۔“

”اوہ اندر چلیں۔ اب آج ان بھی چاہتے ہیں کہ ہم وہ خبر پڑ لیں۔“

”اوہ ہاں۔“ داقتی۔ وہ خبر بہت حیرت انگریز ہے۔
اور پھر وہ اندر آگئے۔ انپکٹر جیشہ علیؑ جو پڑھ چکے تھے۔

اب محمود اور فرزاد نے پڑھی:

”حیرت ہے۔“ دی ایس پلی اور انپکٹر مک غائب ہو گئے۔
اور ابھی مک پولیس نے اس مکان کی اینٹ سے اینٹ نہیں
بجا لی۔ محمود بولا۔“

”عمرت کی ٹنگرانی، سودہ بی ہے۔“ غائب حکام سوچ رہے ہیں۔
اس سلسلے میں کیدا کیا جاتے؟“

”بھتی کرنا کرنا کیا ہے۔“ اس کا دروازہ توڑ دینا چاہیے۔

”تو آپ پولیس حکام کو یہ مشورہ دے دیں؟“

”میں مشورہ ضرور دوں گا۔“ ملکہ یہم خود بھی اس عمارت کو
لکھیں گے پہل کر۔“

”ارے باب رے۔“ مجھے تو اس کے خیال سے بھی پڑ لگ۔

”ہا ہے۔“ فادرق نے گھبرا کر کہا۔

”تو پھر تم یہیں رہو اور کوئی اور تجوہ مشروع کرو۔“

”اس سلسلے میں میں پر ویسر انکل سے ملوں گا۔“ فادرق نے
فردا کہا۔

”کس سلسلے میں؟“ دو توں ایک ساخت ہو لے۔

”کسی اور تجوہ کے سلسلے میں؟“ اس نے مسکرا کر کہا۔

”ضرور کہوں نہیں۔“ وہ ایک ساخت ہو لے۔

”تو یہ آبآ جان۔“ ہم اس عمارت کی طرف چلیں؟“ فرزاد نے
بے تباہ انداز میں کہا۔

”ہاں! اور یہ کریں گے، ہم۔“

”وہ کہاں میں بیٹھ کر روانہ ہوئے اور تیمور دوڑ پر پہنچ گئے۔“
دہان پہاروں طرف پولیس موجود تھی۔ پھر تھے ہر سے آپس بھی موجود
تھے۔ کہوں نہ ہوتے۔ آخر ایک ایس پلی، ایک انپکٹر اور چند
کانسٹل انیں اس عمارت میں داخل ہو کر غائب ہو گئے تھے۔ ان کی
کھاؤڑی دیکھ کر کہی آفیئر ان کی طرف آگئے۔

”ایسا ہوا کہ آپ ہو گئے۔“ اب اس سلسلے میں ضرور کہو
گو جاتے گا۔

”پہنچ یہ بتائیں۔“ اب مک اس عمارت کا دروازہ کیوں نہیں
لڑا گیا؟“

ہل بانگل : ہم نے اس کے دروازے پر بھی تالا گاہو
نہیں دیکھا۔

آپ یہاں کتنے عرصے سے رہائش پذیر ہیں؟

جی میں سال سے۔ تین سال پتے میں نے یہ مکان خریدا تھا۔

انپکٹر جنیڈ نے فتحی میں سر ٹالیا اور لوئے:

ہمیں تو معلومات کسی ایسے آدمی سے مل سکتی ہیں۔ جو یہاں

بہت نیادہ ہوت سے رہ رہا ہوتا۔

آپ کو سب رام صاحب سے ملا چاہیے۔ وہ دائیں طرف

سید رنگ کی بڑی کوئی ان کی ہے۔ ہبی یہاں کے سب سے

پرانے رہنے والے ہیں:

ہوں اچھا۔ انھوں نے کہا اور سید کوئی کی طرف بڑھ گئے۔

دروازہ کھلکھلایا تو یک غریب سیدہ ہندہ آدمی باہر نکلا:

تو آپ یہاں بہت پرانے رہنے والے ہیں؟

ہاں جناب! اس نے کہا۔

مشکریہ! اس نے یہ مکان کے بارے میں بتا سکتے ہیں۔ اس

کا ماں کون ہے؟

کسی زمانے میں تو ماں کیس تھا۔ اس نے سرد آہ بھری۔

کی فرمایا: وہ حیرت زدہ رہ گئے۔

ہاں جناب! کسی زمانے میں اس کا ماں کیس تھا، پھر اس

بھی اسکے یہ فیصلہ نہیں ہو سکا کہ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا۔

خیر۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس سلے میں کی کیا جا سکتا ہے۔

یہ عادت ہے کس کی؟ انپکٹر جنیڈ بولے۔

یہ تو معلوم نہیں کیا گیا۔ کسی نے کہا۔

یہ معلوم کرنا ضروری ہے:

یہ کہ کہ انپکٹر جنیڈ ایک مکان کی طرف بڑھ گئے۔

دشک کے جواب میں فردا دروازہ گھلایا۔ ایک بڑے آدمی نے

انھیں پریشان نظروں سے دیکھا:

جی فرمائیے؟

آپ دیکھ رہے ہیں۔ یہاں ہر طرف پولیس ہی پولیس نظر

اڑی ہے۔

جی ہاں! یہ تو ہے:

ہٹا ہے، یہ سیلا مکان جنوں، جھوتوں اور پڑھیوں کا ٹھکانا

ہے۔ وہ بولے۔

جی ہاں! یہی بات مشہور ہے:

یہ ہے کس کا؟

یہ بات ہمیں آج تک معلوم نہیں ہو سکی۔ بھی کسی کو رہتے

دیکھا ہی نہیں۔

اوہ۔ اور کیا اس کا دروازہ گھلایا رہتا ہے؟

پر جتوں ، بھوقوں اور چڑیوں نے قبضہ کر لیا ۔ اور بہت کم
یقہت پر میں نے اس کو پیغام دیا:

”کس کے لا حصہ پیغام دیا؟“

”میں نے اسے بس ایک بار دیکھا تھا ۔ ویسے مکان خریدنے
کے بعد اس نے مکان میں تعمیر کا کچھ ساہم بھی کرایا تھا ۔
یکنہ میں ان دونوں اپنے رشتے ماروں سے ملنے ملک سے باہر
چلا گی تھا ۔ واپس آیا تو اس سے ملاقات نہیں ہو سکی ۔ مطلب
یہ کہ میں نے اسے پھر بھی نہیں دیکھا۔“

”آپ کم اذکر اس کا حدید تو بتا سکتے ہیں۔“

”اوہ ہاں ۔ علیہ ۔ مجھے آج ملک یاد ہے۔“

”چلیے پھر ۔ ملے ہی بتا دیں۔“

”وہ سماں پھرہ سافی پڑھا تھا ۔ دایکن گھول پر سیاہ تبل کا نشان
تھا ۔ سافی بھاری بھر کم آدمی تھا۔“ اس نے بتایا۔

”بس یا کوئی اور بات؟“

”مجی بس ۔ اور تو کوئی خاص چیز یاد نہیں آ رہی چلے ہیں۔“

”خیر ۔ یہ بھی کافی ہے۔“ کیا یہ مکان آپ نے بنوایا تھا؟

”مجی نہیں ۔ میں نے نہیں بنوایا تھا ۔ میں نے تو بنانا یا
خریدا تھا۔“

”اور اس وقت یہ آسیب زدہ نہیں تھا؟“

”مجی نہیں ۔ میں تو اس میں کچھ عمر دستا بھی رہا ہوں ۔“

”پھر جب اس میں عجیب و غریب آوازیں آنے لگیں تو میں ٹوٹ گی۔“

”اور مکان خالی کر کے یہاں آگئی ۔ یہ مکان ان دونوں خالی تھا۔“

”پہلے میں نے اس کو سراۓ پر حاصل کیا تھا۔“ پھر بعد میں

”جب میں نے نیلامکان بیچ دیا تو یہ خرید لیا تھا۔“

”اگر آپ اس بھاری بھر کم آدمی کو دیکھیں تو کیا چیز لیں گے؟“

”ہاں ایکوں نہیں جناب ۔ اسے پسچاننا کیا مخلک ہے؟“

”آپ کا کہ بہت بہت شکریہ ۔ کیا آپ نے کبھی کسی تجوہ یا
چڑیل کو تھاں حصوں سے بھی دیکھا تھا؟“

”مجی نہیں ۔ ہاکل نہیں ۔ اس نے پر زور انداز میں کہا۔“

”اچھا شکریہ ۔ یہ کہ کر انپکڑ جو شیہ مڑ گئے ۔ ایسے میں انھوں
نے ان ہمتوں سے کہا۔“

”جلدی بتاؤ ۔ اس چلے کے آدمی کو تم نے کہاں دیکھا ہے؟“

”مجی کی فرمایا۔“

”بے رام نے مکان جس شخص کے آتھے بیجا تھا ۔ اس کا ملید
اس لئے یہ بتایا ہے۔“ چوتھا پھرہ ، دایکن خالی پر تل ۔ بھاری

بھر کم جنم ۔ تم نے اس چلے کے آدمی کو کہیں دیکھا ہے؟“

”مجی باکل نہیں ۔ ہمتوں بوئے۔“

”یکنہ میرا خیال ہے ضرور دیکھا ہے ۔ اگر ذہن درود اور تو
خود اس وقت یہ آسیب زدہ نہیں تھا۔“

۳۱

وخت لگا تھا، سامنے ایک براہمہ تھا۔ براہمے کے دلوں
طرف کمرے تھے۔ اندر اپنی کوئی بھی نظر نہیں آ رہ تھا۔
بُو کا عالم طاری تھا۔ بُو جیسے مکان مذوق سے بند پڑا، جو
سب سے پہلے میں اس کے اندر جاؤں گا اور جب تک
یری طرف سے اجازت نہ لٹے۔ محمود، فائدق اور فرزانہ تم بھی
انہوں نے کہا۔

یکن ہم چاہتے ہیں۔ آپ ذ جائیں۔ میں تُر گک رہا ہے۔
تو پھر کون جاتے گا؟ نیپٹر جیش نے منہ بنا�ا۔
ہم جائیں گے آباجان۔ محمود مسکایا۔
یکن قیس تو تُر گک رہا ہے؟

وہ آپ کے جانے سے گک رہا ہے، اپنے جانے سے نہیں۔
نیں بھتی۔ میرا جانا ہی مثالب ہے۔
اچھی بات ہے۔ جیسے آپ کی مرثی۔
وہ بسم اللہ الرحمن الرحيم کر اندر داخل ہو گئے۔ صحنِ صبور
کر کے وہ براہمے میں آئے اور آگئے۔ کچھ پہنچے گئے۔ دلیں
باتیں کروں کے دروازے بند تھے۔

کچھ دیر بعد اخنوں نے آواز دی:
”محمور، فائدق اور فرزانہ تم بھی اندر آ جاؤ۔ یہاں کوئی
خطہ و طہ نہیں ہے۔“

یہ بات تحسیں یاد آ سکتی ہے، یہک خیر تم ذہن دوڑاتے رہو
اور کام بھی کرتے رہو۔ میں اس مکان کے دروازے کو توٹنے
کا حکم دے رہا ہوں۔ تھدا اس بارے میں کیا خیال ہے؟
ٹھیک خیال ہے۔ دروازہ توڑنا ہی ہو گا۔ اس طرح
پس ختم ہو جاتے گا۔ محمود نے فوراً کہا۔

”باکل ٹھیک：“
پکر کر وہ مکان کی طرف آ گئے، کانسپل چکس کھڑے تھے
”اس دروازے کو توڑ دیا جاتے؟“
”جی ॥“ سب جرأت زدہ وہ گئے۔
”بہت بہتر صراحت۔“

وہے کے اوزاروں کے ذریعے دروازہ توڑنے کا کام شروع
ہوا۔ دروازہ ضرورت سے زیادہ مضبوط ثابت ہوا۔ اس کے لیے
بہت محنت کرنا پڑی اور وقت بھی بہت لگا، لیکن آخر کار
دروازہ ٹوٹ گیا۔

”ابھی کوئی اندر نہیں آئے گا؛ نیپٹر جیش نے گویا اعلان کیا۔
کوئی اندر جانے کے لیے تو یوں بھی تیار نہیں ہے۔
محمور مسکایا۔“
اخنوں نے دروازہ توڑ کر دوسرا طرف گرنے کے بعد اندر
دیکھا، سامنے ایک صحن تھا۔ دروازے کے باتیں طرف ایک

"جیرت ہے۔ اگر یہاں کوئی خطرہ و طرہ نہیں ہے تو پھر لوگ کس طرح غائب ہو گئے۔"

"یہی جائزہ تو اب لینا ہے۔ وہ بولے۔"

محمد، فاروق اور فراز بھی انہی داخل ہو گئے۔ انہوں نے پورے مکان کو دیکھ دالا۔ ایک ایک کمرے کا دروازہ کھول دالا۔ کروں میں اس قدر گرد بھی تھی کہ جیسے ایک مدت سے استعمال میں نہ آتے ہوں۔ برادرے میں بھی گرد ہی گرد تھی۔ کیس بھی انہیں کسی انسان کے بھتوں کے نشانات نظر نہ آتے۔ البتہ صحن میں ضرور قدموں کے تازہ نشانات موجود تھے۔ اب انہوں نے ان تازہ نشانات کا جائزہ لیا، ان جھتوں کا رُخ صحن کی طرف تھا۔ یعنی منڈپ والی دیوار سے سیرہ بھی لگی تھی۔ اور سیرہ بھی سے آتر کر لوگ دروازے کی طرف جاتے رہے تھے۔ قدموں کے یہ نشانات ٹوٹے ہوئے دروازے بک جاتے تھے۔

"جیرت ہے۔ مکان سے نکلنے کا اور کوئی رات نہیں ہے، آخر یہ لوگ کہاں چلے گئے؟"

"جیرت انگریز تین بات ہے۔ ارے ہاں۔ کیس اس مکان کے نیچے کوئی تھا۔ دیوتہ فراز نے پونک کر کما۔"

"ادھ ہاں! اس امکان کو بھی دیکھ لینا چاہیے:

"لیکن قدموں کے نشانات صرف اس دروازے تک آ رہے

ہیں۔"

"پھر بھی بھیس تھا نامن کے امکان کا جائزہ میں لینا چاہیے۔ انہوں نے اب اس رُخ سے تلاش شروع کی، لیکن ایک گھنٹا گزر جانے کے بعد بھی وہ کوئی تھا نامن تلاش نہ کر سکے۔ نہیں۔ میں یقین سے کہ سکتا ہوں کہ یہاں کوئی تھا نامن نہیں ہے۔" انہوں نے کہا۔

"تب پھر وہ لوگ کہاں گئے۔ انہیں زمین کھا گئی یا آسمان لگل گیا۔"

"شاید یہ اس سال کا سب سے عجیب معاملہ ہے۔ وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔ ایسے میں فاروق کی نظری اس درخت پر جم ہیں۔ آہرہ آہرہ اس کی آنکھیں بیٹھنے لگیں۔ انہوں میں جیرت بڑھنے لگی۔ اسے اپنے جسم میں منی کی لہری اٹھنی ہوئیں۔ آخر اس کے نزد سے نکلا:

"آٹ مالک! یہ میں کیا دیکھ دیا ہوں۔ ہم بال بال بچ گئے ہیں۔"

"کیا بات ہے۔ کیا دیکھ رہے ہو؟ انپکٹر جنید جلان ہو کر بولے

"بھیس تھا جانا پڑے گا؛"

"کی کہا۔ تھا جانا پڑے گا؟ انپکٹر جنید بولے، پھر اس کی آنکھوں میں خوف دیکھ کر بولے:

”ہاں پہلے ہیں گھر جانا پڑے گا: یہ کہ کروہ ماتحتوں کی طرف مُڑے:

”اپ ووگ اس مکان کی پوری طرح بخراں کریں۔ ہم تھوڑی دیر تک آتے ہیں۔ کوئی اندر جانے کی کوشش نہ کرے، درد موت کو گھے گا لے گا:

”اوہ کے سر: حواب ملا۔

”وہ گھر پہنچے۔ محمود اور فراز جیرت زدہ تھے۔ راستے میں بھی ان دونوں نے کچھ نہیں بتایا تھا۔ بیگم جہید نے دروازہ کھولا۔ اندر داخل ہوئے تو بولیں:

”اگرچہ یہ وقت کھانے کا نہیں ہے، لیکن پھر اپ کو کھانے کا وقت نہیں ملے گا۔ مہذا مہربانی فرمائ کر کھانا اسی وقت کی لیں:

”اپ نے کی فرمایا، پھر ہمیں وقت نہیں ملے گا۔ یہ آپ نے کیے کہ دیا؟

”اپ جلدی میں ہیں اور گھر میں کوئی چیز دیکھنے کے لئے کافی ہیں، اس کو دیکھنے، ہی واپس پہلے جائیں گے:

”بہت خوب۔ جاؤس ہو۔ ہی ہیں آج کل اپ۔ انپکٹر جہید نے طنزیہ انداز میں کہا۔

”ٹکریہ؟ وہ مکاریں۔

”یکن۔ ہم بہت جلدی میں ہیں، کھانا نہیں کھا سکتے۔
”بھیسے آپ کی مرضی۔ میں کیا کر سکتی ہوں۔ انھوں نے ترا
سا منہ بتایا۔

”اوہ وہ لاپریری میں داخل ہو گئے۔

”ہاں فاروق۔ گزشتہ کئی دنوں سے تم عجیب و غریب پودوں
اور مدھتوں کے بارے میں ایک بہت بڑی کتاب کا مطالعہ کرتے
رہے ہو۔ یہ تو میں نہیں جانتا کہ ایسا کسی خاص وجہ سے
کرتے ہے ہو یا۔ بس یہ نہیں۔ یکن اس وقت تھا کہ مطالعہ کرنا
بخارے کام آئے گا:

”بھی ہاں ایں بکھر دا ہوں:

”تم بکھر رہے ہو۔ یہ بات یہرے لیے خوشی کی ہے:

”یکن ابا جان: ہم کچھ نہیں بکھر رہے۔ محمود نے جھبرا کر کہا۔
”اس سے کچھ ذریق نہیں پڑتا۔ اس لیے کہ یہرے ماقابلات
میں صرف فاروق گیا تھا۔ اور فاروق کو ساقیے جانے کی
یہی وجہ تھی کہ یہ اس کتاب کو پڑھتا رہا ہے:

”یکن متذکر کیا ہے؟

”اس مکان میں، دروازے کے باہم طرف ایک درخت لگا
ہوا ہے۔ بہت زیادہ عجیب و غریب درخت:

”اوہ اچھا۔ تھ تو کیا لوگوں کی گم شدگی کا تعلق اس درخت

سے ہو سکتا ہے؟

"اسی بات کا زبودست امکان ہے:

"بُلکہ ہے، یہ اس درخت سے تعلق نہیں فاروق نے کہا۔

"آخر یکے ہے مخدود نے حیران ہو کر کہا۔

"ابھی بناتا ہوں، اس لئے سکرا کر کما۔

اور کتاب میں ڈوب گیا۔ مخدود اور فرزاد اسے حیرت زدہ

الہار میں دیکھ رہے تھے۔ جب کہ اپنکر جسید مسکرا رہے تھے۔

ایسے میں دروازے پر دشک ہولی۔

"خیر تو ہے یہم؟

میں ایک بیٹھی مید چیز لے کر آتی ہوں۔ آپ یہ کام کے

دوران بھی کر سکتے ہیں۔ اس طرح آپ کو سم کے دوران بھوکے

میں دہننا پڑتے گا۔

"بھی وادا یہ تو بہت مزے کی بات ہے: اپنکر جسید

نے خوش ہو کر کہا۔

اور سم سے زیادہ یہ بروفسر انگل کے لیے زیادہ خوشی کی

بات ہے:

"ذلی واقعی! ان کا مسئلہ تو حل ہو جاتا ہے اس طرح۔

دکھانا یہم۔ یہاں چیز بنائی ہے: اضھوں نے دروازہ کھولتے ہوئے

کہا۔

یہم جسید نے چھوٹے چھوٹے پیکٹوں میں بند کوئی چیز ان کے
سامنے رکھ دی۔ اضھوں نے ایک ایک پیکٹ کھولا اور مزے میں
اٹھ یا۔ وہ ایک انتہائی لذیذ چیز تھی۔ مزے میں رکھتے ہی
گھنل گھنی اور اضھوں نے اس کا نگل یا۔

"اُن اس تدرے مزے کی چیز۔ لیکن یہ ہے کیا؟ اپنکر
جسید نے حیران ہو کر کہا۔

"آپ کو پیر کرنے سے غرض ہے یا آم گھننے سے۔" یہم
جسید نے شوخ انداز میں کہا۔

"نہ پیر کرنے سے غرض ہے، د آم گھننے سے: فاروق ہمسا۔
اوہ! میں اٹھ کر گئی۔ ہاں تو آپ اس جگہ کو خود بخود
سیدھا بھجوں یں:

"ٹھیک ہے۔ ہمیں آم کھانے سے نہیں۔ پیر گھننے سے
غرض ہے۔ جلدی بناو۔ یہ کیا ہے؟

"میں نے یہ خشک چیزوں سے تیار کی ہے۔ یہی ہوندی
خشک چیزوں سے۔ اس میں خشک یہوہ جات کا برادہ۔
اور گرم صالمہ جات وغیرہ ہیں۔ ایک پیکٹ کی کر آپ کو
ایک لمحہ تک جھوک کا خیال نہیں تاتے گا۔ اگر دو کھانیں
گئے تو دو لمحہ ہیں:

بہت خوب جھوک تو واقعی غائب ہو گئی ہے میری۔

اور بماری بھی: محمود بولا۔

اچھا بیگ، بہت بہت شکریہ! اب بھیں کام کرنے دو۔
اور بمارے یئے دو چار ہزار پیکٹ بننا دو۔ تاک آئندہ ہرم
میں یہ بمارے ساتھ ہوں۔ اور ہاں: تم نے اس کا نام
کیا دکھا ہے؟

”اہم! اودہ میں نے نام نہیں رکھا۔“

”یہ کام فاروق سے کے لیتے ہیں۔ ہر وقت نادلیں کے
نام رکھتا رہتا ہے، تو یہ اس کا نام نہیں رکھ سکے گا۔
”کیوں نہیں۔ ہم اس کا نام جوک پر دفت پیکٹ دکھ
دیتے ہیں۔“ فاروق نے فرزا کہا۔

”یہ نام کچھ لمبا ہے۔ محمود نے منڈ بنایا۔“

”صرف بھوک آن پیکٹ کیا رہے گا؟“ فاروق نے اسے مُحدرا۔

”اب بھی لمبا ہے۔“

”پیکٹ کا لفظ بھی نکال دیتے ہیں۔ صرف جوک آف
کے بادے یہیں کیا خیال ہے؟“

”خوارا ہے۔ بہتر تھا۔ صرف ایک لفظ میں نام ہوتا۔“ فرزا
نے میلوسان انداز میں کہا۔

”قرچھ جوک رکھ لیتے ہیں؟“ فاروق نے جمل کر کہا۔

اپکٹ جمید اس پڑے اور فرزا بولے:

”بس مجھے یہ نام پسند ہے۔ جوکم۔ اس یہی بھی کہ اگر
ہم ناموں کی بحث میں پڑے رہے تو کام دک جانتے گا
اور اس وقت تک آٹھ دس آدمی اس مکان کے پیش میں جا
چکے ہیں۔“

”حد ہو گئی؟“ بیگ جمید نے جھا کر کہا اور باہر نکل گئیں۔
”یکن آپ نے یہ تو بتایا اسی نیس کہ حد کسی بات میں
ہو گئی؟“ اپکٹ جمید نے تک دکھائی۔

”اس بات میں کہ۔ آپ لوگوں کو ہر وقت میں جا سوی کی پڑی
رہتی ہے۔ کسی جزو کا نام تک رکھنے کے لیے آپ کے ہر اس وقت
نہیں ہے۔“

”یہ کہتے ہوئے وہ باور چی خانے کی طرف پہلی گئیں۔ اور وہ کتاب
کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ایک سفٹ پر اپنیں بالکل دیتے ہی
درخت کی تصویر نظر آئی۔ فاروق نے درخت ان کے سامنے
کرتے ہوئے کہا:

”یہ ہے وہ درخت۔“

”ان پر جو ش طاری ہو گی اور وہ جلدی جلدی اس کے
بادے میں دی گئی تفصیل پڑھنے لگے۔ جوں جوں وہ پڑھتے
جا رہے تھے۔ ان کی آنکھیں چرت اور خوف سے پھیلتی
جا رہی تھیں۔ آخر انھوں نے تفصیل پڑھ دی۔ پھر وہ
جسی تھیں۔“

گھر سے باہر نکلے۔ اس مکان کے پاس پہنچے۔ ماحتوں کے
توں چوکس کھڑے تھے:

"کوئی بات تو پہنچ نہیں آئی؟"
"جی نہیں۔ سب خیرت ہے۔"

"ایسی بات ہے۔ خلک کڑیوں کا بندوبست کیا جائے؟"

"جی۔ خلک کڑیوں کا؟"

"اہ! اور پھاڑوں اور کھادوں کا بھی؟"

"او کے سر۔"

کڑیوں درخت کے نیچے پیٹک کر ڈھیر کر دی گئیں۔ درخت
کے نزدیک تو وہ جانیں لکھتے تھے۔ کڑیوں کو آگ لگانے
سے پہلے اس درخت کی بہت سی تصاویر اتادی گئیں۔ اوہ
پھر کڑیوں کو آگ لگا دی گئی۔

جد، ہی انھوں نے درخت کے پتے خلک ہوتے دیکھے اور
پھر ان میں آگ لگتی دیکھی۔ انھوں نے اہمیان کا سانس یا
ایسے میں باہر کھڑے ایک آفیر نے اپکڑ جو شید سے کہا:
"آخر یہ کیا ہو رہا ہے؟"

"قاتل درخت کو آگ لگا کر ختم کیا جارہا ہے؟"

"کی مطلب۔ قاتل درخت؟"

"اہ! قاتل درخت۔ یہی ہے وہ۔ جس نے اتنے انسانوں کو

نکلا ہے۔ اس گھر میں نہ تو جو رہتے ہیں، نہ پڑھیں اور نہ
بھوت۔ انھوں نے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا کوئی درخت بھی انسانوں کو نکل
سکتا ہے؟"

"اہ! نکل سکتا ہے۔ یعنی یہ درخت بھارے ٹکڑے میں نہیں
پایا جاتا۔ یہ ایمیزن کے جھلک میں ایک بہت دور دلاز حصے میں
ہوتا ہے۔ وہاں بہت کم لوگ جا پاتے ہیں۔ اور جو جاتے
ہیں۔ وہ ان درختوں کی پیٹک میں آ جاتے ہیں۔ اس درخت میں
سے ایک قسم لا عاب سانپکتا رہتا ہے۔ جو گوند کی طرح یہاں
ہوتا ہے۔ اس یہیں دار عاب کی نہ میں جو آ جاتا ہے۔ اس
درخت کے پتے اس شخص کو اپنی پیٹک میں سے لیتے ہیں۔"

"ارے باپ رے۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟"

"عاب پر جو نی کی انسان کا پاؤں پڑتا ہے۔ وہ گر جاتا
ہے اور عاب کی وجہ سے وہیں چک کر رہ جاتا ہے۔ وہ انھیں کے
قابل نہیں رہتا۔ البتہ درخت کے پتے اسے اپنے میں پیٹک کر
آٹھا لیتے ہیں۔ اور پھر یہ پتے اس کا گوشت کی ٹہریاں اور
بال ٹکڑ پ کر جاتے ہیں۔"

"نہ۔ نہیں۔ لوگ چلاتے۔"

"کل کے اخبارات میں ہم شبوت کے ساتھ سادی تفصیل شائع

کرائیں گے۔ آپ پڑھ لیجئے گا:

جب پورا درخت جل کر ملکہ ہو گی تو انپکٹر جمیڈ نے حکم دیا:
اپ پھاؤڑوں سے اس جگہ کو کھو دا جائے، یونک جب
یک درخت کی جڑ کو نہیں جلا دیا جاتے گا۔ اس وقت یونک یہ پھر
ماگ رہے گا۔ اب چونکہ پتے جل پکے ہیں، اس لیے کوئی خطرہ
نہیں رہے گی:

ہانشیل اپنا حکم کرنے لگے۔ ایسے میں فاروق نے کہا:

"سوال یہ ہے کہ یہاں یہ درخت کیا کس نے ؟
انہوں نے پوچک کر فاروق کی طرف دیکھا۔ انپکٹر جمیڈ کے چہرے
پر ایک پر اصرار مسکراہٹ ناچھنے لگی۔

خانے میں

"بہت اچھا سوال ہے۔ اور یہ سوچ رہی تھا کہ یہ سوال
تم میں سے کوئی کرتا ہے یا نہیں؟ انپکٹر جمیڈ بولے۔
آپ کا مطلب ہے۔ یہ درخت خود بند نہیں آگا۔ یہاں لگایا
گیا ہے۔ ایمیزن کے جنگل سے اس کا زیج یا جڑ وغیرہ لا کر یہاں
لگایا گیا ہے:

"اہ بائلکل۔ خود بخود یہاں کیسے اگ رکتا ہے؟

"اد جس نے بھی لگایا ہے۔ اس نے اپنے فاصل مقصد کے
تحت لگایا ہے:

"بائلکل یہی بات ہے:

"انپکٹر ساجد کے « ما تخت ارمان خان اور ملوفان خان کسی
جرائم پیشہ کا تعاقب کر رہے تھے۔ اخبارات میں یہ بات نہیں دی
گئی کہ وہ جرم کون تھا۔ لہذا اخبارات میں جس نے بھی یہ تفصیل
دی تھی۔ یعنی اس سے مٹا ہو گا۔ یکونکہ اب نہ تو انپکٹر

ساجد اس دنیا میں ہیں، ن ایس پی صاحب۔ ان کے گم ہونے کے بعد خبرگز نے اخدادات کو دی؟
”ڈی ایس پی خالد محمود صاحب نے۔“ دہ ان کے ساتھ اس میں شریک نہیں تھے، لیکن بعد میں اخدادات سے باہر رہ کر سادے حالات انھوں نے، ہی جمع کیے تھے:
”لہذا وہ ایس یہ بتا چلتے ہیں کہ انپکٹر ساجد کس کیس پر کام کر رہے تھے؟“

”بالکل ٹھیک۔ انپکٹر جھیل بولے۔“

”وہ آئی وقت ڈی ایس پی خالد محمود کے دفتر پہنچے۔“ وہ انھیں دیکھ کر مسکراتے:

”آپ ضرور نیلے مکان کے سلسلے میں آتے ہیں：“
”آپ کام نہ لازم درست ہے：“

”فرمایئے۔ یہ پوچھنا چاہتے ہیں؟“

”جس وقت ایس پی صاحب اخدادات کے اندر داخل ہوتے، آپ اس وقت کام تھے؟“ انپکٹر جھیل نے پوچھا۔

”یہ کیسا سوال ہے؟“ دہ حیران رہ گئے۔

”بس ہے۔“ آپ سوال کا جواب دیں:

”میں اس وقت اپنے دفتر میں تھا۔ مجھے تو ان کی طرف سے کوئی اطلاع ہی نہیں مل سکی تھی۔“

”تب پھر آپ نے اخدادات میں بخوبی شائع کرنے کے لیے تفصیل کیے حاصل کی؟“
”بعد میں اس جگہ چاکر معلومات حاصل کیں۔“
”یہ آپ عادت میں داخل ہوتے تھے؟“
”نہیں؛ میں اتنا بحادر نہیں ہوں۔“ اس نے ہمس کر کا۔
”اچھا؛ یہ بتا دیں۔“ انپکٹر ساجد کس کیس پر کام کر رہے تھے؟
”بمارے ملک میں ایک گروہ سرگرم عمل ہے۔“ دہ اس کا تصریغ نکلنے کے پکڑ میں تھے:

”اس گروہ کا نام اور دوسری تفاصیل بتائیں ہیں آپ؟“
”کام ضرور۔ یکوں نہیں۔“ گروہ کا نام کو راگروہ ہے۔ اس کے ہر کارکن کے پاس ہیئت کا ایک پھیر ساٹ پہنچتا ہے۔ گروہ بودے ملک میں منشیات کا کام بدار کرتا ہے۔ منشیات کی اعتماد کو پودے ملک میں پہنچاتا ہے۔ اس کے کسی کارکن کو کوئی سکن گرفتار نہیں کیا جا سکا۔ شہر کی سطح پر یہ کیس انپکٹر ساجد کے پاس تھا۔ ارمان خان اور طوفان خان کو اطلاق سے گروہ کے ایک کارکن کا پتا پہنچا گیا۔ انھوں نے اس کا تعاقب شروع کی۔ انپکٹر ساجد کو تعاقب کی اطلاع دی تو وہ ملے نہیں، لہذا انھوں نے براہ راست ایس پی صاحب کو اطلاع دی۔ ایس پی صاحب بھی ان کی اطلاع پر فوراً دفتر سے نکل کر گئے۔

ہوئے۔ اور اس مکان کا شکار ہو گئے۔ یہ آپ اب تک

اس مکان کے بارے میں کوئی سُراغ لگا پکے ہیں؟

”اس مکان میں ایک درخت لگا ہوا تھا۔ ہمارے سب
ساتھیوں کو اس درخت نے نگلا ہے۔“

”یہ بات کرتے ہیں جناب۔ درخت بھی انسانوں کو نگلے
ہیں جعل؟“

”پچھے درخت ایسے بھی ہیں۔ انھوں نے اس کے چہرے کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا۔“

پھر وہ اپنے سادہ کی تید کردہ فاٹل سے کڑہاں سے نکل آئے۔

”مطلوب ہے ہوا کر یہ ساری کارستانی کسی کوبرا گروہ کی ہے۔“

”اس کے سوا کی کہا جا سکتا ہے۔“ خود نے کہا۔

”کобра گروہ کے باس نے یہ مکان خریدا۔ اس میں وہ درخت

اکیا۔ تاکہ اپنے کسی آدمی کو مزرا دینا ہو تو یہاں کا پتا بتا
 دے۔“ وہ والی پسچھے اور درخت کا شکار ہو جائے۔ یا کسی

ڈشن کو ہلاک کرنا ہو تو اسے کسی طرح اس مکان پکہ پہنچا دے۔“

”یہ سب تو ہے۔ یعنی سوال تو یہ ہے کہ یہ کام ہے
کس کا؟“

”چوڑے چہرے والے ایک شخص کا۔ جس کے باس گاہ

ہتل ہے اور ہے بھی وہ بھاری بھر کم۔ وہی اس گروہ کا

”یہن اب ہم کہاں جا رہے ہیں؟“

”پسے گھر جائیں گے، اور وہی غور کریں گے کہ کام کہاں سے
شروع کریں۔ اسی دوستانہم کہانا کھایں گے۔“

”ٹھیک ہے۔“

اور وہ گھر پہنچ گئے۔ بیگم جمیلہ نے ابھی کھانا ان کے سامنے

لگایا ہی تھا کہ دروازے کی تھنٹی بھی۔ بیگم جمیلہ چونکہ اُٹھیں،
چہرہ برا سامنہ بننا کر رکھیں।

”آپ کہانا کھایں۔ میں دیکھ لیتی ہوں۔“

”میں بیگم۔ دروازے پر کوئی ڈھن بھی ہو سکتا ہے۔“ اپنے
جمیلہ آنکھتے ہوئے بوئے۔

”نیں۔ دروازے پر کوئی خوبی ہے۔“

”اوہ ہو اچھا! یہ بات تم اتنے یقین سے کیے کہ سکتی ہو؟ انھوں
نے چران ہو گر کہا۔

”آپ کی صبحت میں اتنی جا سوئی تو مجھے بھی آہی گئی ہے۔“

”اچھا۔ وضاحت کرنا۔ یہ دنک کسی عدالت کی کیے ہو
گئی ہے؟“

”کھنٹی بست کمزور اہانتی میں دبائی گئی ہے۔ گیا ہاتھوں میں

جان ہی نہیں ہے۔“

”خیر۔ تم ہی کھول دو۔ دیکھا جائے گا۔“
اور پھر انھوں نے آگے بڑھ کر ددوارہ کھول دیا۔ باہر
واقعی ایک عورت کھڑی تھی۔

”بھے، افسوس ہے۔ میں نے آپ کو زحمت دی۔“
”کوئی بات نہیں۔ فرمائیے۔ کیا بات ہے؟“
”بھے اپنکے صاحب سے ملا ہے۔ میرا خادنگل سے غائب
ہے اور پولیس والے اب تک کچھ بھی نہیں کر پائے۔“
”یہم! انھیں ادھر، ہی لے آؤ۔ اپنکے جیش نے صحن سے کہ
آئیے۔ وہ بولیں۔“
”صحن میں کوئی پر مشینے کے بعد اُس نے کہا:
”میرے خادنگل سے غائب ہیں۔ وہ بتائے۔ بیہر کبھی محترم
باہر نہیں رہتے۔ اگر کبھی کسی ضرورت کے تحت باہر جانا پڑے جائے
تو بتا کر جائے ہیں۔“

”ہوں! اچھا۔ یہم کھانا پھر کھایں گے۔ پہلے ان سے
ساقط ان کے ٹھہر جا کر تلاش شروع کرتے ہیں۔“
”نہیں نہیں۔ آپ کھانا کھایں۔ جہاں اتنا وقت گرے
گیا ہے۔ تھوڑا اور سچی۔“

”میں: اب، میں کھانا اچھا نہیں لگے گا۔“
اور پھر وہ اسے ساقطہ لے کر اس کے ٹھہر کی طرف
جنہیں ہو کر کھا۔

”دوازہ ہو گئے۔“
”آپ کے خادنگل کا نام کیا ہے؟“
”انور نامی۔“
”وہ کیا کام کرتے تھے؟“
”یہ انھوں نے بھے کاچ بک نہیں بتایا۔ اسی نے کہا۔
”کیا مطلب؟ وہ چونک آئے۔“
”مطلب یہ کہ میں نے ان سے کئی بار پوچھا۔ کہ وہ کیا کام
کرتے ہیں۔ یہکہ ان بات کا انھوں نے جواب بھی نہیں دیا۔
بس ہنس کر کر دیتے ہیں۔ تھیس آتم کھانے سے خرض ہے یا
پیڑا گئے سے۔ نہیں ہر چیز ملتی ہے، بس یہی کافی ہے۔“
”ہوں خیر۔ ہم بہت جلد ان کا تراخ ٹالیں گے، آپ
فکر نہ کریں۔“
”ای کیلئے تو آپ کے پاس آئی ہوں۔ پولیس ایشی کے تو
میں چکر لگا کر تھک گئی ہوں۔ ان کے کان پر تو جھوٹنے کے
تھیں ریگلی اور آپ نے کھانا تک چھوڑ دیا۔“
”ہم دوسروں کا دکھ پناڈ کھ بھتے ہیں۔“
”ضرور ایسا ہی ہے۔ اور اب بھے یقین ہو چلا ہے کہ
آپ میرے خادنگل کو بہت جلد تلاش کر دیں گے۔“ اس نے
جتنی ہو کر کھا۔

تعادیر پر نظر پڑتے ہی انپکٹر جیشہ زور سے اچھلے، ان کی آنکھوں
میں حیرت دوڑ گئی:
”یک ہوا ابا جان؟“
”میں اسے اپنی طرح جانا ہوں۔ یہ منشیات کا دھندا کرتا
ہے۔ کتنی بار کا سزا یافتہ ہے؟“
”جی۔ یک مطلب ہے عورت جوان رہ گئی۔
”اہ! میں غلط نہیں کر رہا۔“
”یکن میری جب سے ان سے شادی ہوتی ہے۔“ دو چار
دن سے نیا ہو تو کبھی گھر سے باہر نہیں رہے۔ جب کہ آپ کو دیہے
ہیں، کتنی بار کا سزا یافتہ ہے؟“
”یہ آج سے دس سال پہلے ایک سزا کا شمارا ہے۔“
کراشہ دس سال سے ہے نظر میں آیا۔ آج اتنے عرصے بعد
اس کی تعادیر دیکھی ہیں میں نے۔
”جب یہ بات ہو سکتی ہے۔ اس لیے کہ میری شادی کو
مرفت آٹھ سال ہوئے ہیں؟“
”مجھے افسوس ہے۔ آپ کی شادی کسی شریعتِ آدمی سے نہیں
ہوئی۔ یہ تو چھٹا ہوا بد معماش تھا۔“
”یکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ آخری بار سزا کے بعد اس نے
رام سے توبہ کر لی ہوئی۔“

”اہ شاء اللہ!“ ان کے مزے نکلا۔
”اپ بھی ان کی کوئی تصویر دے سکتی ہیں؟“
”تصویر۔ جی اہ! ایک تصویر تو میں نے پولیس ایشیشن میں
بھی دی تھی۔ گھر میں کچھ اور تعادیر بھی ہیں؟“
آخر وہ اس کے گھر تک پہنچ گئے۔ وہ سکافی بڑا مکان
تھا۔ اس پر ایک نظر ڈال سر انپکٹر جیشہ بولے:
”اس کا مطلب ہے۔ آپ کے خاوند کامل پسے کمالتے تھے۔
”جی اہ! پسے کی ان کے پاس میں نے تبسی کئی عسویں
نہیں کی۔“
”ہوں خیر۔ ہم آپ کے گھر کی تلاشی یعنی چاہتے ہیں۔“
”خود میں۔ میں تعادیر نکال دیتی ہوں۔“
”اہ! میک ہے۔“
اضھوں نے گھر کی ایک ایک چیز کی تلاشی یعنی شروع کی
نہیں چند خطوط ملے۔ عورت کے خاوند کا نام انود تائی
تھا۔ یہ خطوط اسے اس کے کسی دوست نے لکھے تھے۔
دوست کا نام کا شر بھائی تھا۔ اکثر خطوط میں اسے نیچیں
ہی کی تھیں کا شرنے۔ کہ وہ جس راستے پر چل رہا ہے۔
وہ تباہی کا راستا ہے۔“
اسی وقت وہ عورت میں چار تعادیر لے کر آگئی۔ ان

ہاں : اس بات کا امکان ہے۔ یعنی اب پھونکہ وہ غائب ہے۔ اس لیے میرا خیال ہے۔ ابھی تک جرام کر رہا ہے۔ اللہ پتا رحم فرمائے۔ آپ نے تو مجھے پریشان کر دیا ہے۔ عحدت نے پریشان ہو کر کہا۔

• یعنی اس میں ہمارا کی قصہ ہے۔ صور آپ دگر کا نہیں میرا ہے۔ جو میں آپ کو سماں لائی۔ آپ جا سکتے ہیں، مجھے نہیں تلاش کرنا اپنا خادم آپ کے ذریعے۔ اس نے اچانک کہا۔

• یہ۔ یہ آپ کہ دی ہیں ؟ انپر بھیثے نے بتا کر کہا۔

• ہاں ! مجھے آپ کی مدد نہیں پڑا ہے۔ اس نے خونا کہا۔

• مجھے انہوں ہے۔ اب ہم اس کیس پر کام شروع کر پکھیں۔ اور جب ہم کسی کیس پر کام شروع کر دیتے ہیں تو ہم پچھے نہیں ہٹا کرتے۔ اب ہم اپنا کام کر کے ہی جائیں گے۔

• یہ آپ کی کز رہے ہیں۔ کم میرا خادم ہوا ہے۔ اور اسے تلاش کرنا نہیں چاہتی۔ اس نے بتا کر کہا۔

• یعنی ہم اسے تلاش کرنا چاہتے ہیں۔ وہ مسکراتے۔

• آپ بھی عجیب ہیں۔

• آپ بھی کم عجیب نہیں ہیں۔ پہلے تو ہمیں مُلا کر لائیں گے۔ ہم آپ کے خادم کو تلاش کر دیں، یعنی جب ہم آگئے تو اپنے

تلاش کرنے سے الگا کر دیجی ہیں۔ نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے سخت لمحے میں کہا۔

”بیسے آپ کی مرضی۔ کرتے دہیں تلاش۔“ اس نے کہدے اچھا کہا۔

انہوں نے پورے مکان کی تلاشی لی۔ آخر ایک الماری میں وہ ایک خیہ خاذ کھولنے میں کامیاب ہو گئے۔ اور پھر وہ پاروں اچھل پڑا۔

دستک لانبوہری

کنس سرو سرا سک سکم
آہلو روڈ نزد کاہنہ تو لاہور

وہ آچکا ہے

خینے خالے میں پیٹل کا ایک پھیر سانپ رکھا تھا۔ انپر جیدہ
نے اسے سر کی طرف سے چلی سے اٹھا لیا اور انور تایی
کی بیوی کی آنکھوں کے سامنے جلاتے ہوتے ہوئے:

”یہ کیا ہے؟“ ستر

”میں نہیں جانتا۔ یہ کیا ہے؟“

”یہ کا کوبڑا گروہ کا نشان ہے۔ کبڑا گروہ پورے ملک
میں پھیلا رہا ہے۔ یہ گروہ منشیات کا کاروبار کرتا ہے۔
پستہ ہی اسی گروہ کے چکر میں ہیں۔ اوہ ہم۔ یاد آیا۔ اور
اور طوفان خان کی کا تعاقب کر رہے تھے۔ اور اور۔ کہیں وہ
تایی ہی تو نہیں تھا۔ انپر جیدہ نے چرت زدہ انداز میں کہا۔

”کی مطلب ہے عورت نے چونک کر کیا۔“

”کچھ نہیں۔ آپ کو تو اس سے خرض ہی نہیں ہے۔
انور تایی کو تلاش کریں یا نہیں۔“

”نہیں نہیں۔ مجھے بتائیں۔ یہ کوبڑا گروہ کا کیسی پچک ہے؟“

” بتایا تو ہے۔ بس اس سے زیادہ کچھ نہیں بتا سکتا۔
کوئی بھی چیز ہے؟“

” وہ اسے ہکا بلکا چھوڑ کر باہر نکل آئے۔ کاشر بھائی کے
خلوط پر اس کا پتا لکھا ہوا تھا۔ اب وہ اس پتے پر
پہنچے۔ کاشر بھائی ایک جوان آدمی تھا۔ اس نے سوائیں نظرؤں
سے ان کی طرف دیکھا۔“

” آپ ہی کاشر بھائی ہیں؟“

” جی ہاں! فرمائیے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟“
” آپ انور تایی کے دوست ہیں؟“
” ان یکوں۔ یہ ہوا اے؟“

” وہ ایک ششل میں گرفتار ہو گیا ہے۔ آپ اسی کے بارے
میں کیا بتا سکتے ہیں؟“ انھوں نے گول مول انداز میں کہا۔

” آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟“ اس نے پریشان ہو کر کہا۔
” وہ کیا کام کرتا ہے؟“

” میں نہیں جانتا۔“

” آپ جھوٹ نہ کوئی۔“

” کیا مطلب؟“ اس نے گھرا کر کہا۔

” مطلب یہ کہ آپ کے خلوط، ہمارے پاس ہیں۔ یہ دہے۔“

"اس نے بتایا تھا کہ گروہ کے باس کی خوبی یہ ہے کہ وہ اپنا کوئی آدمی پولیس کے لائق نہیں لگانے دیتا۔"

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔"

"کیا مطلب۔ کیا بات ہے؟"

"اس گروہ کا کوئی آدمی پولیس کے لائق ہے شک نہیں لگ سکا آج تک۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ اپنے آدمیوں کو خود بھی سزا نہیں دیتا۔ جس کے پیچے پولیس لگ جاتی ہے۔ وہ اسے خود موت کے لحاظ اتار دیتا ہے۔" کیا کہا؟ وہ چلا آٹھا۔

"ہاں، ہمیں آپ کی انگلیوں کے نشانات کی ضرورت ہے۔"

"جی، ایری انگلیوں کے نشانات کی ضرورت۔ کیا مطلب؟"

"مطلوب یہ کہ ہمیں آپ کی انگلیوں کے نشانات کی ضرورت ہے۔"

"آخر کیوں؟"

"بس ہے ضرورت۔ محمود۔ نشانات لے لو۔"

اس نے خوف زدہ انداز میں نشانات دے دیے۔ وہ باہر نکل گئے۔

"آپ کیا کریں؟"

"گروہ کا باس کون ہے۔ اصل سراغ اس بات کا لگانا ہے۔ لیکن ہمارے پاس اس کا سراغ لگانے کا بھی

یہ کہ انہوں نے وہ خلوط نکال کر اس کے سامنے پھیلا دیے۔ اور یہ بات رہے۔ یہ آپ کو کہاں سے مل گئے۔ تب کون لوگ ہیں؟

"مجھے انپر جنید کہتے ہیں اور یہ محمود، فائدق اور فراز ہیں۔" نہیں؛ اس کے مزے نہ لگتا۔

"اس میں نہیں کی یہ تجھائی۔ ہمارے نام ہیں؟"

"آپ۔ افراد ہم کے بارے میں یکوں پیچھہ رہے ہیں؟"

"وہ کل سے غائب ہے۔ اس کی بیوی نے پولیس اشیش میں اس کی گم شدگی کی روپیٹ درج کرائی ہے۔ اور ذاتی طور پر ہمارے پاس بھی آتی تھی۔ لہذا ہم اس کی تلاش میں ہیں، اس کے گھر سے ہمیں آپ کے یہ خلوط ملے، میں اب آپ بتائیں۔ یہ کیا کہتا ہے؟"

"جرائم کی دنیا میں تو یہ پہلے ہی پھٹا ہوا تھا، لیکن آپ اس نے خطرناک ترین گروہ۔ کبرا گروہ میں شرکت کر لی ہے اور میں اسے منع کرتا رہا ہوں۔"

"لیکن کیوں۔ آپ کو کبرا گروہ کے بارے میں کیا معلوم ہے؟"

"اس نے بتایا تھا۔ کہ یہ ایک خطرناک گروہ ہے اور اس کا باس حد درجے سخت انسان ہے۔ نظام ترین:

"اور کوئی بات۔ تا سکتے ہیں آپ، ہمیں؟"

کوئی ذریعہ نہیں ہے، یکونکو انور تاہی ختم ہو چکا ہے۔ ہم تراغ
گا سیکھ گے تو کسی عام کارکن کا — ہاس تو گویا میلت پڑوں میں
پچھا بیٹھا ہے۔ اپکڑ جمیل نے مز بنا دیا۔

مشیات کے اڈوں پر چھاپے: محمود نے کہا۔
”یہ کہا تو اپکڑ جمیل چونکے۔
”پویں کو اور بھادرے بھلے کو مشیات کے جن اڈوں کا پتا

ہے — ان پر اچانک چھاپے مارے جائیں۔

”اس سے کیا ہو گا — عام کارکن ہی پکڑے جائیں گے۔
اس نے — اورے ہاں یاد آیا — مکان خمیدتے وقت اس نے کافدا
پر دخال کیے ہوں گے۔ ہم کم اذکم اس کے دخطل حاصل کر
سکتے ہیں۔

”ضرور حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن — سوال ہے کہ اس سے
فائدہ کیا آئتا سیکھ گے؟

”یہ بعد کی بات ہے۔ پہلے دخطل تو حاصل کریں، پھر
ہم کریں گے یہ کہ اس کیس سے متعلق تمام دگوں کے دخطل حاصل
کریں گے — اور ان سے ملا کر دیکھیں گے، یکونکو وہ دخطل جمل
نہیں ہو سکتے — اب یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ اس کے بعد اس
نے جہاں کیسی بھی دخطل کیے ہوں گے، وہ جعل کیے ہوں گے،
میرا خیال ہے، رجسٹری کے کافدات پر دخطل کی طرف اس

کا کبھی خیال بھی نہیں ہی ہو گا۔ اُو چلیں۔“

”وہ اسی وقت پھری آتے۔ وہاں سے اس مکان کا دیکارڈ
نکلوایا گیا۔ اس پر خرید نے دالے کا نام اور دخطل موجود
تھے — یہ نام اور دخطل دیکھ کر ان کے جسموں میں ہل پل
لیج گئی — ”وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اس قدر آسانی سے
بھرم کا تراغ اپیس مل جائے گا۔ لیکن اب سوال یہ تھا کہ ”وہ
انھیں تلاش کی طرح کریں۔“

”اب کی کمی ہو فرزانہ۔“

”بھرم نہیں دیکھ کر اپنے سارے گروہ کا گنڈول کرتا
ہے — یہ نہیں ہو سکتا کہ اس کا کوئی مستقل ملکانا نہ ہو۔
ہمیں وہ ملکانا تلاش کرنا ہو گا۔“

”یہی — اب اس کا ملکانا تلاش کرنا ہو گا۔ اور ملکانے

”وہ بھی وہ نہ ملا تو ہے فاد وقت نے مز بنا دیا۔

”ابھی ملکانا مل نہیں اور یہ پہلے ہی سوچا جا رہا ہے کہ وہ
ملکانے پر طے گایا نہیں۔“

”ایک منت — آپسی میں لاٹو نہیں۔ غور سے کام لو۔ ہم
اب اس قابل ہیں کہ بھرم کی انگلیوں کے نشانات حاصل کر سکتے
ہیں — اس کے لئے تلاشی بھی لے سکتے ہیں۔ اگرچہ پر تلاشی
خیز طور پر لی جا سکے گی۔ تاکہ وہ ہوشیار نہ ہو جائے۔“

” یہ کام آپ بھارے ذمے لگا دیں۔ ” محمد نے پُر جوش انداز میں کہا۔

” بہت خوب ! یہ ہوئی نا بات ، لیکن تم جاؤ گے کیسے ؟ ”

” ہم میک آپ میں جائیں گے۔ کسی نہ کسی بانے اس کے گھر میں داخل ہو جائیں گے۔ اور وہاں سے بہت پچھے لے آئیں گے ؛ ”

” بس ٹیک ہے۔ یہ سم بسیں تم لوگوں کے پردہ کرتا ہوں اور خود ذرا آرام کروں جو ؟ ”

” ہم کچھ گئے ؛ فادوں مکارا۔ ”

” یہ بچھ گئے ؛ وہ بولے۔ ”

” یہ کہا پڑھ بیٹھ کر ذہن دھڑائیں گے۔ کہ ہم کو کس طرح گرفتار کیا جا سکتا ہے ؟ ”

” یہ بات بھی ٹھیک ہے ؛ وہ مسلکتے۔ ”

” وہ گھر ہے ؟ ” انکلڑ جشید نے ان کے چہروں پر خود یہ آپ کیا اور کام مکمل ہونے پر بولے :

” ایک بات کا خیال رکھنا۔ تم اسی گھر میں بست زیادہ فیر محظوظ ہو گئے۔ ” ہم اگر وہاں ہوا یا وہاں کیسی چیزاں ہوا۔ اور اس نے کیسیں پہچان یا تو پھر وہ تم پر کاری وار کرے گا ؟ ”

” اللہ ہاںک ہے۔ ” ہم احتیاط کریں گے ؟ ”

” اور پھر وہ گھر سے نکل آتے۔ ” چھوٹی دیر بعد وہ ہجوم کے گھر کے دروازے پر دشک دے رہے تھے۔ بلد ہی ایک خانم نے دروازہ ٹھوکا :

” بھی فرمائیئے۔ ”

” دیسیں بیکم صاحبہ سے ملتا ہے ؟ ” ” وہ تو گھر میں نہیں ہیں۔ یہیں کیسی بھوئی ہیں ؟ ”

” کس وقت میک کا جائیں گی ؟ ”

” پچھے بنا کر نہیں ہیں۔ ”

” کیا ہم یہاں انتظار کر سکتے ہیں ؟ ”

” میں آپ کو ڈانگ میں بٹھا دیتا ہوں۔ لیکن خال رہے۔ ” بہت دیر لگ سکتی ہے۔ ”

” کتنی بات نہیں۔ ہم انتظار کر لیں گے ؟ ”

” اپنی بات ہے۔ آئیے۔ آپ کے نام کیا ہیں ؟ ”

” حامد ، عمر اور عقید۔ ” محمد نے دل میں مسکا کر کیا۔ فزان نے اسے ایک نظر گھوڑ کر دیکھا، بیسے کہ دہی ہوا۔ اور تم نے یہاں نام کیسا بتایا۔ ”

” آئیئے اندر۔ ”

” وہ انھیں ڈانگ رومن میں لے کیا اور بٹھا کر باہر جانے لگا۔ ” جانتے ہوئے اس نے پوچھا :

"چائے پچھے کی:

"جی نہیں۔ اس بے چاری کے پاؤں کماں: "قاروقی، بولا۔

"اور میرا یہ مطلب نہیں تھا۔

"وہ مرد سچ چائے پینے میں یہ شام اور ابھی شام دوڑھے:

"بہت خوب ہے کہ کرو وہ چلا گیا۔

"کچھ دیر وہ غاموش رہے۔ پھر فرزانہ نے محود کو محورتے ہوئے کہا:

"تو میں عقید ہوں:

"یہ نام پسند نہیں آیا، کمال ہے۔

"پڑانا قسم کا نام ہے:

"درالصلی میں نے ہمیں ناموں کی مناسبت سے نام بتاتے ہیں، لہذا اسی سے گلزارا کرو:

"اب تو کرنا، ہی پڑتے گا:

"یہکن اب ہم یہاں کب تک...؟

"اکی دفت دلوانے کی لختی بھی۔ ان کے کام کھڑے ہو گئے:

"شش۔ شاید بیگم آگئیں:

"مل۔ یہکن۔ ہم ان سے کہیں گے کیا؟ محود نے مجرما کر کہا۔

"اوے باپ رے۔ یہ تو ہم نے ابھی تک سوچا، ہی

"نہیں: قاروقی، بولا۔

"جلدی سے سوچ۔ بلکہ یہ کام فرزانہ کا ہے۔ فرزانہ جلدی کرو:

"توبہ ہے۔ پہلے کیوں خیال نہ دلایا۔ اب اس قدر جلدی میں اگر میں اٹ پٹ سوچ گئی تو۔"

"کوئی بات نہیں۔ دیکھ جائے گا۔" انھوں نے دروازہ کھلنے کی آواز کی۔ پھر تمہوں کی آواز سنائی دی۔ آخر ایک اوہ ہیڑ عمرِ عورت اندر داخل ہوتی:

"السلام علیکم، ہمیں ایک ساتھ ہوئے۔"

"ویکم السلام۔ مگر آپ ہیں کون؟ اسی نے پوچھا۔"

انھوں نے دیکھا، دروازے سے یہ طاذم بھی کھڑا تھا۔

"وہ ذرا ایک گھوٹا پانی تو منگو دیں: فرزانہ نے کہا۔"

"قام۔ پانی لاد۔"

"جی، بستہ! اس نے کہا اور چلا گیا۔"

"ہم جا سوں ہیں جا سوں۔ فرزانہ نے دلی آواز میں کہا۔"

"کیا مطلب۔ جا سوں، وہ چونک کر دوں۔"

"ہاں جناب جا سوں۔ آپ یوں سمجھ لیں کہ پرانیویٹ جا سوں۔"

"یہاں آپ کا کیا کام؟ اس نے بھٹا کر کہا۔"

"اگر کام نہ ہوتا تو..."

اُسی وقت ملازم پانی کا گلاس لے کیا۔ محمد نے گلاس لیا
اور خدا عنث پی گیا، صرف دو آب بولا:
وارے: پانی تو منگوایا تھا تم نے۔ اور پی گیا میں۔ حد
ہو گئی۔

کوئی بات نہیں۔ پانی اور آدم جاتا ہے۔ جادبھی۔ پانی
لے آؤ۔ بلکہ جگ میں لے آنا۔
بہت بہتر۔ اس نے کہا اور چل گیا۔

بات دو اصل یہ ہے کہ۔ تم اس کے سامنے آپ سے
بات نہیں کرنا چاہتے:
کیوں؟ یہ تو ہمارا بہت ہی قابل اعتبار ملازم ہے۔ اس
نے مز بتایا۔

ہو گا، آپ کے لیے۔ ہمارے لیے نہیں۔ فرزان نے مز
بتایا۔ محمد اور فاروق چران تھے کہ یہ ہو کیا رہا ہے۔ فرزان کیا
کر دیتا ہے۔

خیر۔ میں اسے پڑا دیتی ہوں۔ اس نے بڑانے کے
اخذ میں کہا۔

ملازم پانی کا جگ نے آیا تو عورت نے کہا:
تم۔ یہ رے پکڑتے تیار ہو گئے ہوں گے۔ وہ لے آؤ۔
آپ کے آنے سے پہلے میں یہ کام کر چکا ہوں، آپ کے

پہنچے آپکے ہیں:
اوہ ہو اچھا۔ اس نے کہا۔
خیر۔ تم ان کے لیے کھانا تیار کرو۔ یہ یہیں ٹھہری گئے:
کھانا تو پہنچے، ہی تیار کر چکا ہوں۔
اچھا۔ اب تم آدم کرو۔
بھی بھی کر چکا ہوں۔ اب مجھے آدم کی بھی ضرورت نہیں
ہے۔ وہ بولا۔
اچھا کوئی کام تمہارے پاس کرنے کا ہے؟
ان لوگوں کی بخوبی کا کام ہے میرے ذمے۔ اس نے
لے خوف ہو کر کہا۔
کیا فرمایا آپ نے؟

صاحب کا حکم یہ تھا۔ جب بھی مگر میں کوئی اجنبی آئے۔
بل اس کی پوری طرح تنگانی کروں۔ اور اس وقت تو مگر میں تین
جنی موجود ہیں۔
اگر ایسی بات ہے تو ہمیں اجازت دی۔ محمد نے جل کر کہا
اور اٹھ کر ٹکڑا ہو گیا۔

نہ۔ ہمیں۔ نہیں۔ آپ بیٹھیں۔ قائم۔ تم نے ستانہیں، جاؤ۔
تم پھر۔ اگر ان کی وجہ سے مگر کو کوئی نقصان پہنچا تو
مجھے ذکر کیے گا۔

"ہاں نہیں کہوں گی: عورت نے جمل کر کیا۔

"اچھی بات ہے؟ اس نے بھی تملک کر کیا اور دروازے کے پاس سے پڑ گی۔ وہ اس کے جاتے قدموں کی آواز سننے رہے۔

"پہلے۔ اب بتائیں یہ۔ کیا بات ہے؟ وہ آٹھ کر لگی دروازہ بند کرنے۔

"نہیں۔ آپ دروازہ بند نہ کریں۔ وہ پھر آجائے گا اور ہماری ہاتیں مٹنا شروع کر دے گا:

"ایں نہیں ہو سکتا۔ یہ اسے حکم دے پچکی ہوں: عورت نے بُرا سا منہ بنایا۔

"خیر۔ تجربہ کر لیتے ہیں۔ آپ چھپنی لگا دیں:

اسی نے دروازہ بند کر کے چھپنی لگا دی۔ ساتھ ہی مخدوش اٹھ کر چھپتی اس طرح گرا دی کر آواز پیدا نہ ہو سکی۔

یہ آپ نے کیا کیا؟ عورت دلی آواز میں بولی۔

"وہ آئے گا اور دروازے کے پاس کھڑا ہو کر اندر ہو۔ والی بات سننے کی کوشش کرے گا:

"آپ کو دہم ہو گیا ہے۔"

"ابھی تھوڑی دیر بعد معلوم ہو جائے گا کہ دہم دہم ہے یا آپ خوش نہیں میں مبتلا ہیں۔

"اچھی بات ہے۔ آپ بات شروع کریں۔"

"ابھی، تم بات بھی شروع نہیں کر سکتے۔ جب تک کہ اس کا خطرہ نہ مل جائے۔"

"کیا کہا۔ خطرہ تو وہ جرمان ہو گر بولی۔

"ہاں! اس کی بخوبی کا خطرہ۔"

"اچھی بات ہے۔ ادھر ادھر کی بائیں تو کہیں یہیں۔ آپ میں کون؟"

"ہمارے نام حافظ، عمر اور عقیدہ ہیں۔"

"میں لے نام نہیں پڑھے۔ کام پڑھے ہیں:

"کام نہیں بتا سکتے۔ جب تک کہ خطرہ نہ مل جائے۔"

خطرہ۔ خطرہ۔ خطرہ۔ میں تو تینگ آگئی ہوں۔ اگر آپ نے بلدی سے وضاحت نہ کی تو میں خود آواز دے کر اسے بلا

وں کی اور اس سے کہوں گی کہ آپ کو رخصت کر دے:

"اس سے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ہم خود پڑھے جائیں گے:

ناویتی نے بُرا سا منہ بنایا۔

"خیر۔ یہ اب الجس محوں کو رہی ہوں:

"آپ کہاں لگئی تھیں؟"

"آپ کو مطلب۔ میں کہیں جاؤں۔ نہ جاؤں۔ آپ کون ہوتے

ہیں پوچھنے والے۔ اس نے جھل کر کہا۔

"اپ کو اس سوال پر اتنا غصہ کیوں آیا ہے؟"

"غضہ آتے میرے دخنوں کو۔"

"آئیں آئیں ایک ساتھ بولے۔"

اد وہ انھیں اور بھی تیر نظروں سے گھوڑتے گل۔ ایسے ہی فرزاد نے مر گوشی کی:

"وہ۔ وہ آپ کا ہے۔"

"غلط بالکل غلط۔ عورت نے کہا۔"

"ایک منٹ۔"

"یہ کو کر گھوڑ دبے پاؤں دروازے تک گی اور ایک جنگلے دروازہ کھول دیا۔ دوسرا طحہ اس عورت کے لیے تو حیران کن تھا ہی۔ خود ان کے لیے بھی یہ توں بھرا تھا۔"

کیا ہے!!

دروازے پر ملازم نہیں کوئی اور کھڑا تھا۔

"یہ کون ہیں۔ ایس تو دروازے پر قائم صاحب کی آمد تھی: خادوق نے حیرت زدہ آواز میں کہا۔

"بہت خوب! یہاں کیا ہو رہا ہے؟ اجنبی بولا۔"

"اپ بتائیے، یہاں کیا ہو رہا ہے؟ گھوڑ نے طنز بیجے میں عورت سے کہا۔

"یکن اس سے پسلے ہمیں یہ بتا دی۔ کہ یہ کون صاحب ہیں؟ خادوق نے کہا۔

"یہ۔ یہ میرے بھائی ہیں۔ سروہ بانا۔"

"کیا یہ یہاں رہتے ہیں، اپ کے ساتھ؟"

"نہیں۔ علیحدہ رہتے ہیں۔"

"گویا اس وقتاتفاق سے اپ سے ملنے آئے ہیں: فرزاد نے کہا۔

” آپ کہاں چلے گئے تھے؟ سرود لانا نے بتا کر کہ۔

” ایک ضروری پیغام دینے گی تھا۔

” اب آپ پہلی فرصت میں بتائیں۔ آپ کون ہیں، کی
چاہتے تھیں اور یہاں کی پکڑ چلا رہے تھیں؟

” ہم تو چلانے جانے والے پکڑوں کے پکڑخت کرتے
پھرتے ہیں۔ ہم بے پارے کی پکڑ چلائیں گے۔ آپ کو
میری بات سن کر پکڑ تو یہیں آیا۔ فاروق نے خوش آواز میں کہا۔

” مجھے کیوں آتے ہو؟ سرود لانا جل بھعن گیا۔

” ان لوگوں کا کہنا ہے۔ یہ جاؤں ہیں۔ پرائیویٹ جاؤں۔
خوردت نے کہا۔

” ہوں گے، ہمیں کی۔ سوال تو یہ ہے کہ یہ چاہتے کیا
ہیں؟ سرود لانا بولا۔

” ایک بہت بڑے راز سے پردہ اٹھانا چاہتے ہیں۔

” یعنی اس بڑے راز کا ہمارے گھر سے کیا تعلق ہے؟

” اگر تعلق نہ ہوتا تو ہم کیوں آتے؟

” تو پھر وضاحت کریں۔ وہ بڑا راز ہے کیا اور ہم لوگوں کا
اس راز سے کیا تعلق ہے؟

” اس کے لیے ہمیں اس گھر کی تلاشی یہاں ہو گی۔ کیا آپ
ہمیں اجازت دیتے ہیں؟

” ہاں! اکثر آتے رہتے ہیں۔

” یہی سکن مجھے بتایا نہیں گی کہ یہاں کیا ہو رہا ہے؟ سرود
لانا نے منہ بتایا۔

” میں خود بھی نہیں جانتا۔ یہاں کیا ہو رہا ہے؟

” کیا مطلب؟ سرود لانا نے حیرت زدہ انداز ہیں کہا۔

” پہلے آپ اپنے ملازم قائم کو یہاں بٹائیں۔ محمد نے جھلا کر کہا۔

” قائم۔ ادھر آؤ۔ عورت نے جھلا کر کہا۔

” لیکن جواب میں قائم کی آواز سنائی نہ دی۔

” مجھے۔ قائم صاحب تو رخصت ہو گئے۔

” یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

” مدد ہو گئی۔ آخر مجھے کب سکن بتایا جاتے گا کہ یہ سب
چکر کی ہے:

” پہلے قائم کو تلاش کرنا چاہیے۔ میں ابھی آتا ہوں۔

” یہ کر دو۔ تیزی سے باہر نکلا اور اپنی گاڑی میں لگے
فون کے ذریعے اکرام سے رابطہ قائم کیا۔

” ہیلو انکل۔ ایک پتا نوٹ کر لیں۔ آپ سادہ لباس
والوں کے ساتھ فوراً یہاں آ جائیں۔ ہم یہیں ہیں۔ یہ کہ کر

اس نے دیسوار رکھ دیا اور دلیں کر کے میں آ گی۔ سب
کے سب دم بخود سے کھڑے تھے۔

" نہیں ۔ ہم کیوں دیں اجازت ۔ کیا ہم نے کوئی جرم کیا ہے ؟
پتا نہیں ۔ فائدق نے سر بنایا ۔

" کیا مطلب ۔ کیا پتا نہیں ۔ " صرود بھانا نے جل کر کہا ۔

" ہمیں نہیں معلوم کہ آپ لوگوں نے کوئی جرم کیا ہے یا نہیں ۔

" اور ہم تو پھر آپ چاہتے کیا ہیں ؟ اس نے تیغ کر کہا ۔

" اس گھر کی تلاشی یہاں ۔

" آپ ہم کون تلاشی لینے والے ؟ خورت بولی ۔

" ہم اپنا نام بتا تو پچکے گیں ۔

" صرود ! یہ ہمیں پاگل کر دیں گے ۔ پولیس کو بلااؤ ۔ اب اپنیں پولیس کے حوالے کرنا ہو گا ۔

" انہاں ! یہ ٹھیک رہے گا ۔

" پولیس کو ضرور بلاؤ گیں ۔ یہکن پہلے قائم کا پکھ کریں ۔ آخر وہ پچپ چاتے کہاں چلا گیا ۔

" ہم اسے خود تلاش کر لیں گے ۔ آپ اپنی نکر کریں ۔ " صرود نے کہا اور فون کی طرف بڑھ گیا ۔ انھوں نے ایسی جگہ سے کوئی حرکت نہ کی ۔ بس اسے فون کرتے دیکھتے رہے ۔

آخر دیسیدور رکھ کر وہ ان کی طرف پڑا ۔
پندرہ میں منٹ تک پولیس آ جائے گی ۔

" اس کا مطلب ہے ۔ پندرہ میں منٹ بھادے پاس

ہیں ۔ اب بھی وقت ہے ۔ ان پندرہ میں منٹ میں ہمیں تلاشی
لینے دیں ۔ محمود نے مسکرا کر کہا ۔

" خبردار ! آپ لوگوں کا ضرور دماغ خراب ہے ۔ اب
آپ کچھ دلویں ۔

" اچھی بات ہے ۔ اب جب تک پولیس نہیں آ جاتی ۔ ہم کچھ
نہیں دلوں گے ۔ محمود نے جل کر کہا ۔

دوس منٹ بعد دروازے پر دستک ہوئی ۔ اندازِ اکرام
۲ تھا ۔

" جائیے ۔ آگئی پولیس ، لے آئیے اسے ۔ " فزان نے طنزیہ
انداز میں کہا ۔

" حیرت ہے ۔ بہت جلد آگئی ۔

" ہمارے تک کی پولیس ہے ، مذاق تو نہیں ہے ۔ یہ کہ کر
صرود بھانا باہر کی طرف چلا گیا ۔

والپس آیا تو اس کے ساتھِ اکرام تھا ۔

" یہ کیا ۔ ہمارا تو خیال تھا ۔ پولیس آپنچھی ہے ۔ خورت بولی ۔
نہیں ۔ ابھی پولیس نہیں آئی ۔ یہ صاحب آئے ہیں ۔

ان کا کہنا ہے کہ اندر ان کے تین ساضھی موجود ہیں ۔
انھیں ان سے بات کرنا ہے ۔

" اوہ ! تو یہ ان کے ساتھی ہیں ۔ اس نے محمود ، فائدق اور

فرزاد کی طرف اشارہ کیا۔

"اہ ! ان کا کہنا تو یہی ہے۔ کر لیں جناب۔ کیا بات
کرنا ہے : اس نے احکام سے کہا۔

ادھر احکام حیرت زدہ تھا، اسے وہاں محمود، خاڑوں اور
فرزاد کمیں بھی نظر نہیں آ رہے تھے۔ آتے بھی کیسے۔ وہ تو بہترین
قلم کے لیک آپ میں تھے۔

"ہم اس عمارت کی تلاشی یعنی چاہتے ہیں۔ ہمارے خیال
میں اس عمارت سے کچھ قابل اعتراض چیزیں مل سکتی ہیں۔ محمود
نے اپنی آواز میں کہا۔

"کیا !! احکام اچھل پڑا۔

"نہیں جناب ! ان حضرت کا خیال غلط ہے۔ یہاں کوئی
غیر قانونی چیز نہیں ہے۔ دیسے آپ کون ہیں؟

"میرا تعلق مکھر سرا غرسانی سے ہے۔ سب اپنکے احکام:

"ادھ ! یہ ہمارے مکھر میں مکھر سرا غرسانی کیسے آگیا؟

"یہ ان لوگوں کا چکر ہے۔ سرود بنانا نے کہا۔

"مشتعل کم کہاں ہیں؟

"ہمیں کیا پتا:

"انکل ! اس مکھر کی تلاشی شروع کرائیں:

"خبار ! آپ لوگ ہمارے خلاف کوئی سازش کر رہے

ہیں۔ اور ہم آپ کی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔
سرود نے چلا کر کہا۔

یہیں اس وقت دروازے کی گھنٹی ایک بار پھر بجی۔ اس
باد پولیں تھیں۔ ایک پولیں آفیسر چند کائنٹیبلوں کے ساتھ اندر
آگئیں۔ وہ احکام کو دیکھ کر چونکا:

"اوہو ! آپ بھی یہاں ہیں۔ اس نے ان سے ڈھنڈھ ملایا۔

"اہ ! یہیں اس کوئی تھی کی تلاشی یعنی چاہتا ہوں۔

"پھر آپ ہم سے نہیں۔ آپ کو یہیں نے بلایا ہے۔ سرود
بنانا، بولنا۔

"پھر آپ۔ تا دیں۔ ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں۔
پولیں آنکھر کی، بھائے احکام نے کہا۔

پھر عورت نے ان کی پُر اصراء آمد کے بارے میں تفصیل
سے بتایا، پھر سرود نے تفصیل سنائی۔ اس کے خاموش ہوئے
پر احکام نے کہا:

"ہم ان تینوں کی بھی بھان میں کہیں گے۔ آپ پھر
تلاشی یلنے دیں:

"یہکن ہم آپ کو تلاشی کی اجازت نہیں دے سکتے۔ اس
کے لیے آپ کو دارث لانا ہوں گے۔

"دارث؟ احکام کے منہ سے نکلا۔

"ہم کچھ نہیں سکے۔ آپ کو تلاش کس چیز کی ہے؟"
 "ایک ایسی چیز کی۔ جس کے بارے میں ہم خود بھی نہیں
 جانتے۔ اکاوم مسکرا دیا۔
 "اور یہ تینوں کون ہیں۔ اب تو یہ بھی آپ کے ساتھ
 تلاشی لے رہے ہیں۔" صرور باتا نے جلنے کے انداز میں کہا۔
 "یہ بھی ہمارے ساتھی ہی ہیں۔" سب انپکٹر اکاوم نے
 ٹنگ آ کر کہا۔

"کیا کہا۔ یہ آپ کے ساتھی ہیں؟"
 "اہ! آپ نے اپنیں بطور مہماں قبول نہیں کیا، ورنہ
 ہمیں یہاں آنے کی مزدورت نہیں تھی۔ یہ خود ہی اپنا
 کام کر یلتے۔"

"آخر یہ چکر ہے؟"
 "یجھے۔ میں ان کے اصل نام آپ کو بتا دیتا ہوں۔
 یہ محمود، فاروق اور فراز ہیں۔ یعنی انپکٹر جشید کے بچے۔
 اکاوم نے مسکرا کر کہا۔
 "لیکن یہاں تو چلا آئھے۔ پولیس آفیسر بھی دھک سے رہ گی۔
 "جی ہاں! لیکن افسوس! ہم بھی یہاں آ کر کچھ نہیں کر
 سکے۔ ویسے ہمیں اس بات پر بھی چرت ہے کہ محکمہ کا ملازم
 قاسم کہاں غائب ہو گیا۔ محمود نے کہا۔

"اہ! جناب دارٹ۔ آپ خود سوچیں۔
 "ہاں! میں سوچ رہا ہوں۔ انپکٹر صاحب! آپ اسی وقت
 جا کر دارٹ لے آئیں۔ میں یہاں شہرتا ہوں۔ پیش براپ
 سے۔ اکاوم بولا۔

"بھیسے آپ کی مرضی:
 اور وہ چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تلاشی کے دارٹ لے
 گر آگئی:

"یجھے یہ رہے دارٹ۔ اب تو آپ کو کوئی اعتراض
 نہیں رہا؟"
 "چرت ہے۔" اس قدر جلد دارٹ کس طرح لے آئے
 صرور باتا بولا۔

"پیش براپ میں جا کر اکاوم صاحب کا نام لینے کی دیر تھی کہ
 دارٹ جاری کر دیے گئے؟"

"اچھی بات ہے۔ آپ تلاشی لے لیں۔
 سب کی موجودگی میں تلاشی لی گئی۔ مجرم کی انگلیوں کے
 نشانات، خطوط اور بہت سی دوسری چیزوں مل گئیں۔ لیکن
 ان تمام چیزوں میں سے کسی سے بھی اسے مجرم ثابت نہیں
 کیا جا سکتا تھا۔ انھیں تو کسی ایسی چیز کی تلاش تھی جس
 کے ذریعے اسے مجرم تلاش کیا جا سکتا۔

" کوئی مسئلہ نہیں۔ فرزانہ بُرا سامنہ نہ کر بولی۔
کیا مطلب۔ کوئی مسئلہ نہیں؟ محدود نے اسے گھورا۔
اہ! قائم کا کوئی مسئلہ نہیں۔ اسے میں جب چاہوں گی،
وہ یہاں موجود ہو گا۔" فرزانہ نے پرہام سارہ انداز میں کہا۔
" کیا کتنا چاہتی ہو جسی؟" فاروق نے من بنانا کر کہا۔
" یہ کہ قائم کی نظر کرنے کی ضرورت نہیں۔ تلاشی پر
تو جد دینے کی ضرورت ہے۔ آخر ہم وہ چیز کیوں تلاش
نہیں کر سکتے۔ جس کی ایسی ضرورت ہے؟" فرزانہ نے جلدی
جلدی کہا۔

" ہو سکتا ہے۔ وہ چیز اس مگر میں رکھی ہی نہ گئی ہو۔
اس بات کا بھی امکان نہیں۔"
" خیر! ہم ایک بار پھر کوشش کر لیتے ہیں۔" اکرام
نے کہا۔

" یہیں پہلے قائم کا مسئلہ کیوں نہ حل کر لیں۔ میں الجھن
محبوں کر رہا ہوں۔ خاص طور پر فرزانہ کی بات سننے کے
بعد۔ فرزانہ تم نے کہا ہے۔ تم جب چاہو گی۔ قائم
یہاں موجود ہو گا۔"

" اہ! اسی بات ہے؟"
" تب پھر پہلے تم قائم کو بُلا لو۔ تاکہ ہم اس سے دو

دو باتیں کر سکیں؟

" اسے ٹھانے کی ضرورت نہیں۔ اس لیے کہ وہ یہیں موجود ہے۔
فرزانہ نے کہا۔

" لیکیا؟! وہ اچھل پڑھے۔"

مگر کے افراد بھی حیرت زدہ رہ گئے۔ اب سب فرزانہ کو
محدود رہے تھے اور فرزانہ کی نظری ان میں سے صرف ایک پر جھی
تھیں۔

قائم کا روپ ختم کر دے۔

”یکن یہ حضرت یہاں طازم کے روپ میں کھول رہے ہیں؟“

”یہ ان سے پوچھنا چاہیے۔ ذکر بھجو سے فزاد مسکانی۔

”یکوں مشرب بانا۔ اس بات کا آپ کے پاس کیا جواب ہے؟“ اکرام بولا۔

”یہ میری بیس کا گھر ہے، میں یہاں جس طرح چاہے، وہ کتا ہوں۔“ اس نے جتنا کر کیا۔

”جواب معقول ہے: فاروق مسکایا۔

”پیرا خیال ہے۔ اب ہمیں یہاں سے چل دیتا چاہیے۔“ اکرام نے کہا۔

”ہاں انکل! یہاں سے ہمیں کوئی کام کی چیز نہیں مل سکی۔“ اور وہ مخذلت کر کے باہر انکل آتے۔

”یہ تو کچھ بھی نہیں ہوا،“ اکرام نے منہ بنتا۔

”مجھے بھی اجازت دیں۔ یونہی وقت ضائع ہوا۔ پویں آفسر نے کہا۔

”ہاں! طحیک ہے۔ آپ چلیے۔“ اور میں بھی دفتر جاتا ہوں۔

”تم لوگوں کا کیا پروگرام ہے؟“ پروگرام رٹن ہے۔ ابھی بتاتے ہیں۔

آئیے اندر

”کیا مطلب فزاد۔“ تم کیا کہنا پاہتی ہے؟

”یہ کہ سرود باتا صاحب ہی داخل قائم ہے۔“ یا پھر قائم صاحب نے سرود باتا کا روپ دعاء لیا ہے۔

”یکن یکوں۔“ ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

”قائم، مددی نظروں میں آگی تھا۔“ ہم نے جب اسے پانی لینے کے لیے بار بار بھیجا اور چھڑائے رخصت کرنے کے لیے کہ تو اسے شک ہو گی۔ وہ پہلے ہی اس گھر میں طازم کے روپ میں رہتا ہے۔ لہذا میک آپ ختم کر کے

اسی روپ میں آتے میں اسے کوئی دقت نہ ہوتی۔ اب ہم بیکم صاحب کے بھائی کو نہیں کہ سکتے تھے کہ وہ چلتے

پھرتے نظر آئیں۔ طازم کو ایک طرف کرنے کے بارے میں کہ سکتے تھے۔ سرود باتا نے سوچا، بخارے ساتھ مادہ رہنے کا اب یہی طریقہ ہے کہ وہ سرود باتا بن جائے۔

"میں چلا۔ پویس آفیر نے کہا اور اپنی جیپ کی طرف بڑھ گی۔
اس کے جانے کے بعد سب انکشاف احکام نے ان کی
طرف دیکھا:

"اب آپ کیا کہتے ہیں؟"
"اس کوٹھی کی بہت ہی خوبی ملود پر بگرانی اور رات میں کی
وقت، ہم اس میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے۔ یعنی -
دو کا جائے۔ دوسرا یہ کہ ضرورت پڑنے پر ہمیں مدد مل جائے۔
شیک ہے۔ نجوانی اسی وقت سے شروع کر دیا ہوں۔
اس نے کہا۔

اب وہ گھر پہنچے۔ ان کے لئے چہرے دیکھ کر انکشاف جسیدہ
مکار دیے۔

"میں پہنچے، ہی جانا تھا۔ تم دہلی مات نہیں گزار سکے گے،
وہ بہت چالاک ہے۔ رجڑی والی عطا بھی نہ جانے اس سے
کس طرح سرزد ہو گئی۔ ہو سکتا ہے۔ اس وقت اس کا پروگرام
یہ نہ رہا ہو۔ اس وقت وہ ایک جرائم پڑھنے نہیں ہو گا۔ بد
میں جرائم کا راستا اختیار کیا ہو گا اور اس پسلوکی طرف اس
کا دھیان نہیں گیا ہو گا۔ لیکن اب وہ کوئی ایسا پسلو نہیں
چھوڑ سکتا۔ انھوں نے جلدی جلدی کہا۔

"پہنچے آپ دہلی ہونے والی کارروائی کے بارے میں

کہن یہیں۔ بھر راتے دیکھے گا۔ محمود نے کہا اور ساری تفصیل سننا
دی، اس کے خاموش ہونے پر فرمان دادی:

"یہ بات بھگہ میں نہیں آتی کہ اس حدودت کا بھائی دہلی
ملازم کے روپ میں کیوں رہ رہا ہے؟"

"ایسا لگتا ہے۔ حدودت اور حدودت کا بھائی بھی اس کے
کام و باد میں برابر کے شریک ہیں اور اس نے ان دونوں
کو پہنچے، اسی پوری طرح جزدار کر دیا ہے۔ یہ وجہ ہے کہ
تم دہلی سے بچا بھی برآ کر نہیں گرے گے۔ بہر حال اب تمہارا
یہاں پر وہ گرام ہے؟"

"ہم دات کو دہلی جائیں گے اور پوری طرح سے تلاشی
یہاں سے ہے؟"

"بہت خوب! اپھا پر وہ گرام ہے۔ انھوں نے مسلمان ہو
کر کہا۔

"آپ نے اب تک کیا کیا؟"

"میں تو بس ذہن دوڑتا رہا ہوں۔"

"ذہن دوڑا دوڑا کہ آپ کس نتھے پر پہنچے؟"

"اس نتھے پر کہ اگر مجرم سے رجڑی والی عطا نہ ہوئی
ہوئی تو اس بار مجرم کو پکڑنا انتہائی مشکل ہو جاتا۔ بلکہ
میں دانتوں پیسہ آ جاتا۔"

چہرے اب کیا کریں؟

”وہ تو خیر ہے۔ میکن مجرم کمال ہے۔ فرزانہ مسکراتی۔“
 ”لہن؟ یہ پھلو بہت امام ہے اور میں رات کو اسی دفعہ
 سے کام کروں گا۔“
 ”جیسا آپ الگ کام کریں گے اور ہم الگ۔ تب چشم آپ
 اپنے ساتھ اپنی فرس کے ساتھی آدمی کو ضرور لے لیجئے گا۔“
 ”ہمارا واسطہ ایک حلقہ تین گروہ سے ہے۔“
 ”میرا خجال ہے۔ میں خان رحمان کو ساتھ لے جاؤں گا۔“
 ”پہلے نیک ہے۔“
 ”اور پھر رات کو وہ میونوں مجرم کی کوشی کے پاس پہنچ
 گئے۔ اکرام کے ماتحت چرکس تھے۔ ان سے معلوم ہوا کہ
 نہ کوئی کیا، نہ کوئی گیا۔ حالات بھوک کے توں ہیں۔ اب انہوں
 نے کوشی کے پہنچنے سختے کا دفعہ کیا۔ دن کو وہ جائزہ لے ہی
 چکے تھے۔ اس طرف پانچ موجود تھا۔ فاروق وقت ضائع
 کیے بغیر اور چڑھا گیا۔ میکن اور پہنچ کر اس کی طرف سے کوئی
 اشارہ نہ ملا۔“

”حرمت ہے۔ اس نے کوئی اشارہ نہیں دیا۔“

”یا تو وہ الجھ گیا ہے۔ یا کسی بات پر حرمت زدہ ہو
 گیا ہے۔“

”چہرے اب کیا کریں؟“

”میں اور جاتا ہوں۔“

”کیا اس طرح اور جانا عقل مندی ہو گی؟“ فرزانہ بولی۔
 ”پتا نہیں۔ میکن اب ہم فاروق کو خطرے میں چھوڑ کر نیچے
 ملکشتوں کو نہیں سکتے۔“

”اچھی بات ہے۔ جاؤ۔“

محمد اور چڑھا گی۔ منڈیر کے نزدیک پہنچ کر اس نے
 رُ ایجادا۔ اور چھست کو خالی پا کر اور چڑھا گی۔ فرزانہ
 بدترور اور دیکھ دیتی تھی۔ اس نے محمد کو نظرؤں سے اوہ جمل
 ہوتے دیکھ کر سرد آہ بھری۔ پھر جب اس کی طرف سے بھی
 کوئی اشارہ نہ ملا تو وہ سادہ بیاس والوں کی طرف آئی۔ انہیں
 ہدست حال بتائی اور خود بھی اور پھر چڑھنے لگی۔ چھت اسے
 کی خالی نظر آئی۔ لہذا وہ اور چڑھا گئی۔ میکن فردا ہی اس
 کے سر پر کوئی وزنی پہنچ لگی اور وہ چکرا کر گئی۔

ہوش آیا تو میونوں بندھے ہوئے تھے۔ انہیں گرسوں
 کے ساتھ باندھا گیا تھا۔ ان کے سامنے مرود بیانا، اس کی
 لئن اور ایک تیرا آدمی بیٹھے تھے۔ وہ اسے بہت اچھی طرح
 بانٹتے تھے۔ وہی اس کیس کا مجرم تھا۔
 ”تو انہیں ہوش ہو گیا۔ اس کی طنزیہ آواز اس کے کافوں
 کے گراہی۔“

"ہاں! شاید آہی گیا ہے۔"

"فپکڑ جمیل نہیں آتے تھارے ساتھ؟"

"نہیں۔ محمود نے کہا۔"

"میرا خیال تھا۔ تھارے ساتھ ڈھجی آئیں گے۔ اور ایک
ہی بار میرا کام کھل ہو جاتے گا:

"تو انھیں بھی بلوایتے ہیں۔ محمود نے سہر سری انداز میں کہا۔"

"بات معقول ہے۔ انھیں فون کر کے بلا لو۔ اس لئے صد

آواز ہیں کہا۔

فون اس کے قریب کر دیا گیا اور نہبر ملا کر رسیور محمود
کے کان سے لگا دیا گی۔ ڈھرمی طرف سے ان کی والدہ کی
آواز ستائی دی تو وہ بولا:

"اسلام علیکم اتی جان۔ آبا جان ہیں گھر میں؟"

"نہیں۔ تھارے جانے کے تصوڑی دیر بعد ہی قہ پڑے
گئے تھے:

"بہت خوب! لیکن کہاں؟"

"تم جانتے ہی ہو۔ وہ مجھے کب بتا کر جاتے ہیں۔"

"اچھی بات ہے۔ یہ کر انھوں نے رسیور لکھ دیا۔

"وہ گھر میں نہیں ہیں۔"

"دفتر کے نہبر ملاو۔ جرم نے سرو بانا سے کہا۔"

دفتر کے نہبر ملا کر رسیور اس کے کان سے لگا دیا گیا:
"اسلام علیکم۔ آبا جان ہیں؟"
"نہیں۔ وہ کہیں گئے ہوئے ہیں۔" اکرام نے کہا۔
"شکریہ انکل۔ یہ کہ کہا اس نے ان کی طرف دیکھا۔
"وہ دفتر میں بھی نہیں ہیں۔"
"ان کے دوست خان رحمان کے نہبر ملاو۔" جرم نے بتا
کر کہا۔

سرور بانا نے خان رحمان کے نہبر ملا نے اور رسیور محمود
کے کان سے لگا دیا:
"اسلام علیکم ہمچنان۔ یہ انکل ہیں گھر میں؟"
"نہیں۔ کیس کام کے ہیں:
"مرے آبا جان ہیں؟"
"وہ بھی نہیں ہیں۔"
"لیجیے، حباب۔ وہ وہاں بھی نہیں ملتے:
پروفیسر داؤڈ کے نہبر داخل کر دیا۔" جرم نے چھلانے ہوئے
انداز میں کہا۔

سرور بانا نے ایک بار پھر نہبر ملا نے۔ محمود نے اپنے
والد کے بارے میں پوچھا۔ پروفیسر داؤڈ سے بھی انھیں
یہی اطلاع ملتی کہ وہ وہاں نہیں ہیں۔

"آخر وہ کہاں ہیں؟ اس نے پڑلا کر کہا۔
ہمیں معلوم تو ہے۔ یہکن بتائیں گے نہیں۔ محمود مکرا یا۔
یہ کہا۔ معلوم ہے۔ تو پھر پہلے کیوں نہیں بتایا تھا۔ وہے
کی سلائفیں گرم کر دے۔"

"ان سے کیا ہو گا؟"

"ان سے تمہارے جم دانے جائیں گے۔ یا تو تم یہ
بناو گے کہ اپنکا جتید کہاں ہیں۔ یا پھر اپنے پورے جم
بناو گے۔"

"اللہ ماںک ہے۔ محمود نے کہا۔

"ہم نے کیا کہا ہے۔ سلائفیں گرم کر دے۔ اس نے غما کر کہا
صرف بانا اور عورت سہم کر اٹھ گئے۔
جلد ہی دہلی دیکھنے الگارے موجود تھے اور ان کے درمیان
لوبے کی تین سلائفیں موجود تھیں۔"

"ادھر سلائفیں گرم ہوں گی۔ ادھر تم فڑ بولنے گوئے۔"

"غام خیالی ہے تمہاری۔ فاروق نے منہ بنایا۔"

"ابھی معلوم ہو جائے گا۔ اس نے تبلکل کر کہا۔"

"معلوم ہیں نہیں۔ تھیں ہو جائے چاہا۔"

یعنی اس وقت دروازے پر زور دار انداز میں دشک
دی گئی۔

"اوہ! یہ کون ہے گیا؟"

"دی جس کا انتظار تھا۔ فاروق مکرا یا۔"

"یہ مطلب۔ کس کا انتظار تھا؟"

"اپ کو، تھارے والد کا انتظار تھا نا۔ بس مجھے یہی، وہ
اگئے ہیں؟"

"اوہ نہیں۔ اس نے گھبرا کر کہا۔"

"تصویری دیر پہلے تو ان کا پوچھ رہے تھے۔ اور انہیں ادھر لوم
ٹلش کر رہے تھے تا۔ اب ان کی آمد کا سُن کر ہاتھوں کے
ٹوٹے یکوں اڑ گئے؟"

"پہنچے میکا یہ خیال کر دا تھا کہ تم دوگ میرے جاں میں
پھنس گئے ہو۔ اب یہی خیال کر دا ہوں کہ تم نے میرے
گرد جاں پھیلایا ہے، یہکن خیر۔ یہی بہت لوں گا۔"

"تو ذرا جلدی بہت لیں۔ ہم اس طرح کب تک بندے
رہیں گے؟ فاروق نے بُرا سامنہ بنایا۔"

"جاوہ۔ دروازہ کھول دو اور جو کوئی بھی ہے۔ اندر لے
کاؤ۔ اس نے مکرا کر کہا۔"

"اوے کے سر۔ صرف بانا نے چرت زدہ انداز میں کہا۔
اور پھر وہ کمرے سے نکل کر بیرونی دروازے پر پہنچا۔
دروازہ کھولتا تو دہلی سادہ پاس وائے چار کدمی موجود تھے۔"

خوفناک

اند صرف تھوڑا، فاروق اور فراز تھے۔ بھرم غائب تھا۔
اس کی بیوی موجود تھی۔

"بائیں! یہ لوگ کہاں پلے گئے؟" سرور باتا نے جرانہ
کر پوچھا۔

"آپ کے دروازے کی طرف جاتے ہی وہ اس سامنے
والے کرے میں پلے گئے تھے۔ ہم نے دروازہ بند ہونے کے
آواز سنی تھی اور بس۔"

"ابہ! سادہ بات والے ایک ساتھ بولے اور اس دروازے کی
طرف لے کر، لیکن وہ اندر سے بند تھا۔

انھوں نے دروازہ دھڑ دھڑایا، مگر دوسری طرف سے کوئی
آواز سنائی نہ دی۔

"اب دروازہ توڑنا پڑے گا۔"

تم توڑنا شروع کرد، تم میں سے ایک، ہمیں کھوں دے۔ تھوڑا

"کیا بات ہے جناب؟"
"ہمارا تعطی پیلس سے ہے۔"
"اچھا تو پھر؟"
"ہمارا خیال ہے۔ اس عادت میں کچھ لوگوں پر نظم ہو را
ہے۔ تم اندر کی تلاشی میں گئے۔"
"کہنے اندر:
وہ انھیں ساتھ لے کر اسی کرے میں آیا اور سب لوگ
دھک سے رہ گئے۔

نے کہا۔

۱۰۷

اور پھر انھیں کھول دیا گیا۔ اب سب نے مل کر دروازے کو دھکا لگایا تو وہ قوت کر دوسرا طرف گوا۔ لیکن کمرہ خالی پڑا تھا۔ اور اس کا دوسرا دروازہ اندر سے بند تھا۔
”بہت خوب! اس کا حاف مطلب یہ ہوا کہ اس کرے سے کوئی خیر راستا غرور نہ گا۔ اسی راستے سے باس اور اس کی بیگم غائب ہوتے۔
”یاکلٹھیک: وہ ایک ساتھ بولے۔

اب تو ان پر جوش طاری ہو گیا۔ انھوں نے کمرے کا بیخوار جائزہ لینا شروع کیا۔ آخر ایک بجھ ایک سیاہ بنی فرش میں نظر آ گیا۔ وہ سفید پلاٹک کے ڈکھے سے چھپایا گیا تھا۔ اس کو جو دبایا تو فرش میں سیڑھیاں نظر آئیں۔ سیڑھیاں انھیں ایک تھانے میں لے کر جائیں۔ تھانے میں بلب بلب دلختا۔ اس کی روشنی میں انھیں ایک شرپگ کی نظر آئی۔ انھوں نے کاؤ دیکھا نہ تاوا۔ اس شرپگ میں پہن شروع کر دیا۔ انھیں کافی دیر سک چلنا پڑا۔ آخر کار شرپگ سے وہ پھر ایک کمرے میں داخل ہوتے۔ اس کمرے سے بھی سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں اور اوپر گھپ اندرجا تھا۔ وہ دبے پاؤں اوپر چڑھنے لگے۔

۱۰۶

”ف — فاروق! ہمود نے مرگوٹی کی
”لگ — کیا بات ہے؟
”یاد دہ — تمہاری جیب میں پسل ٹمارچ ہوا کرتی ہے۔
”ہوا تو ضرور کرتی ہے۔ — لیکن اس قدر گھپ اندر جسے
میں کس طرح نکالوں — اگر اس کی بجائے کوئی اور چیز نکل
آئی تو؟
”صد ہو گئی۔ — بھی کوئی اور چیز نکل آئی تو دوبارہ ہاتھ
جیب میں لے جانا۔ — آخر کو نکل ہی آئے گی۔
”جب آخر کو نکل آئے گی تو شروع میں کوشش کرنے کی
کی ضرورت ہے۔
”صد ہو گئی۔ — اے بھی۔ اگر اب کوشش نہیں کرو گئے تو
آخر تک یہ کیسے پہنچو گے:
”ادہ ہاں! یہ بات بھی ہے:
”وہ پھر نکلا ٹمارچ:
فاروق نے بار بار جیب میں ہاتھ ڈالا، لیکن ٹمارچ نہیں،
آخر اس نے کہا:
”شاید ٹمارچ کیسیں گر گئی۔ اود یاد آیا۔ اس میں سیل ختم
ہو گئے تھے۔ میں نے سیل تبدیل کرنے کے لیے جیب سے نکالا
تھا اس کو:

" تو میں ڈال کر جیب میں رکھا یکوں نہیں اس کو ؟ مخدونے جل کر کہا۔

" یاد نہیں رہا تھا ۔"

" جد ہو گئی ۔ اب انہیہر سے میں ہم کیا کریں ؟"

" وہی ۔ جو بھرم نے یکا ہوا گا ۔ فاروق نے فرونا کہا۔

" اور بھرم نے یکا ہوا ہو گا ؟"

" یہ کہ ڈٹول ڈٹول کر اس عمارت کے بیرونی دووار سے ہٹک پہنچ گی ہو گا اور باہر کلک گی ہو گا۔"

" تو پھر آؤ ۔ یونہی کر لیتے ہیں ۔"

" وہ آگے بڑھتے رہے ۔ اچانک ان میں سے کوئی گرا اور پھر انھوں نے اس کی جنگ لگی آواز سنی ۔

" نک ۔ کیا ہوا ہجھی ؟"

" تم ۔ تھیں ۔ رک جائیں ۔ آپ سب وہیں رک جائیں ۔ آگے بہت پھیں ۔ پس ۔ پس ۔ پس ۔ اس کی آواز دوہی پھلی گئی ۔"

" شاہد میاں ۔ کیا آپ بے ہوش ہو گئے ہیں ؟"

یکن شاہد میاں کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔

" شاید اس کے سر پر جھٹ لگی ہے ، اس یہے بے ہوش ہو گیا ہے ۔"

" ٹارچ کو بھی آج ہی گھر رہنا تھا۔
ایسا کرتے ہیں ۔"

اس کے الفاظ درمیان میں رہ گئے ۔ انھیں جیب و غرب
کھر پھر کی آواز سنائی دی تھی ۔ ساتھ میں "نکلیف بھری
کراں اور سکیاں بھی ۔

" ارے باپ رے ۔ یہ ۔ یہ کیا ہو رہا ہے ۔ یاد فاروق
خدا کے لیے ٹارچ ۔"

" اب میں ۔ ارے باپ رے ۔ یاد کیا ۔ ایک لائٹر
بھی تو ہوتا ہے میری جیب میں ۔"

" ارے تو نکلو اسی کو ۔ عقل سے پیدل انسان ۔
اتھی دیر بعد یاد آیا انھیں لائٹر ۔"

" اور خود انھیں ۔ انھیں کون سا جلدی یاد آگئی ۔ یہ بات
تو انھیں بھی معلوم ہے کہ میں لائٹر بھی رکھتا ہوں ۔"

" اچھا بابا ۔ ہمارا بھی اتنی ہی غلطی ہے ۔ اب تم
لائٹر نکلو ۔"

" تھت تلاش کر رہا ہوں ۔ فاروق ہٹکایا ۔

" پتا نہیں ۔ تھاری تلاش کب ختم ہو گی ۔

" جو نہیں لائٹر ملا ، تلاش ختم ہو جائے گی ۔" فاروق نے کہا۔

" خدا تم سے بکھرے ۔ مخدوں نے ہملہ کر کہا ۔"

”وہ تم سے بھی سمجھے گا: فاروق نے جل کر کہا۔

”حد ہو چکی — نہ موقع دیکھتے ہو، نہ محل — یہ وقت بھل باقیوں کا ہے؟ فرزانہ نے جھلا کر کہا۔

”نہیں : لائٹر نکالنے کا ہے۔ لیکن میں لائٹر نکالنے کا کام زبان سے نہیں کر رہا۔“

”لیکن اس طرح تمہارا دھیان توبہ ہے گا:“

”لیکن تم بھی تو خاموش نہیں ہو رہے۔“ فاروق نے تیر آواز میں کہا۔

”اچھا یہ لو۔ اب ہم ہرگز نہیں بولیں گے:“

”اوہ بوس کیا — اوقل تو میں اندر ہیرے میں پکھے ہیں کے تقابل نہیں — اوہ تم وہ گے کیا سجنگوں کیس کے؟“

”معلوم ہو گیا۔“ تم لائٹر نہیں نکالو گے اور ادھر بھادرا ایک ساتھی نہ جانے کس میبنت میں گرفتار ہے۔

”اوہ، یہ مل گیا۔ خدا کا شکر ہے:“

ان الفاظ کے ساتھ، ہی لائٹر روشن ہو گی۔ اس کی مدھم کی روشنی میں انھوں نے اپنے ساتھی کو غائب پایا۔ وہ آسی پاس کیس بھی نہیں تھا۔ لبڑے ان سے کچھ فاصلے پر بالکل ایسا ہی دخالت موجود تھا۔ جس قسم کا دخالت وہ نہیں رہنگ کی غمادت میں دیکھے چکے تھے۔

”اُف مالک! لگک۔ کیسی بھادرا ساتھی اس درخت کے پتھے تو نہیں پڑھ گیا:“

”نہ — نہیں۔“ فاروق چلتا یا۔

”اس کے سوا ایک کہا جا سکتا ہے۔“ ہم نے اس کے گرنے کی آواز سنی تھی۔ وہ ضرور اس درخت کے میں دار مادے سے چھل کر گرا تھا اور اس کے ساتھ، ہی درخت کے پتوں نے اسے اپنی پیٹ میں لے لیا۔ محمود نے ڈرے ڈرے اذان میں کہا۔

”نہ — نہیں — نہیں: وہ چلتا ہے۔“ یہ بات اس قدر خوفناک تھی کہ انھوں نے اپنے جھونوں میں پکپکھٹ محسوس کی۔

”اُف مالک! یہ کیس ہو گیا؟“

”وہ ہو گیا جس کے بادے میں ہم سورج بھی نہیں سکتے تھے۔“

ان الفاظ کے ساتھ، ہی لائٹر بجھ گی۔ شاید اس میں پڑھوں ختم ہو گی تھا:

”یہ سونے پر سہاگ ہو گیا۔“ اب ہم اس درخت سے پڑھ کر کیسے نکلیں۔ دروازے لگ چانے کے لیے درخت کے نزدیک سے ہو کر گزدنا پڑھے گا۔ اور اس کے نزدیک کوئی نامطلب ہے۔ موت۔“

تب پھر والپی چلے چلتے ہیں۔

تمہارا مطلب ہے۔ سرگنگ میں ہے۔

ہاں اور کیا۔ تمہارے پاس اور کوئی راستا نہیں ہے۔ روشنی ہوتی تو بھی بات تھی۔

وہ والپیں مڑتے۔ اور پھر وہ دھک سے رہ گئے۔

انھوں سے ڈٹولنے پر انھیں معلوم ہو گی کہ سرگنگ والا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ اور وہ اندر ہیرے میں اس کو نہیں مکھول سکتے تھے۔ اب ان کی کمر کی طرف دیوار تھی اور منہ کی طرف وہ درخت۔ اس سے پنج کر وہ دروازے پر نہ جاتے تو باہر کیسے نکلتے۔ بہت بُرے چیزیں۔

ہاں۔ اس میں شک نہیں۔ ایک آواز لہرائی۔ وہ یہ آواز پسے سن پڑتے تھے۔ مجرم کی تھی۔

شک۔ کون ہے۔ ایک سادہ بیاس والا پسکلایا۔

وہی جو تم لوگوں کو یہاں شک لے آیا ہے، لیکن یہاں سوائے محنت کے اور کچھ نہیں ہے۔

کم از کم ہمیں اندر ہیرے میں مرتے ہوتے بہت ڈر لگتا ہے۔ تھوڑی سی روشنی ہو جائے۔

مزدور بکھر نہیں۔ میں لوگوں کی آخری خواہش ضرور

پوری کرتا ہوں۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی دہان روشنی پھیل گئی۔ انھوں نے اپنے سے کافی دُور ایک گلی میں مجرم کو دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کلاشن کوف بھی تھی۔

اگر تم وگ کی طرح اس درخت سے پنج بھی جاؤ تو بھی میں تمہیں بھکانے لگا دوں گا۔ یہ کلاشن کوف اسی مقصد کے لیے ہے۔

یہیں ہم نے آپ کا کی بلکاڑا ہے۔ یہ بھی تو بتا دیں۔

بھی تم لوگوں کو نہ کھو دتا ہوں تو خود ہوتا ہوں۔ پھر تم بھے نہیں چھوڑ دے گے۔ اس نے کہا۔

یہیں صرف ہم لوگوں کو مار کر آپ کیسے پنج جائیں گے۔

ہمارے آتا جان جو نہ کہ سلامت ہیں۔

وہ یہاں پنج جائیں گے، ان کا بندوبست بھی کر دوں گا۔

بلکہ میں پنج چکا ہوں۔

اوہ نہیں۔ وہ زور سے اُچھلا۔

انھوں نے دیکھا۔ ایک پتھر جیسے ایک تاریک گوشے سے بھل کر ان کے سامنے آگئے تھے۔

ایس پلی ڈایا صاحب۔ اب آپ اس حک کو مزید پرینا نہیں کر سکیں گے۔

انھوں نے دیکھا۔ ان کے ہاتھ میں سیاہ دنگ کا جدید

پستول تھا۔ ڈابا کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی۔

ہاتھ آپر آٹھا دو۔ وہ سرہ آواز میں بوئے۔

الل — لیکن — تم یہاں کیسے پہنچ گئے؟ ڈابا کے بجے میں چیرت تھی۔

جب مجھے یہ بات معلوم ہو گئی کہ مجرم تم ہو۔ تو ساتھ میں یہ بات خود بخود واضح ہو گئی کہ نیلی عمارت سے نکلنے کا بھی کوئی دکونی راستا ہے۔ درجن مجرم عمارت میں کوئی نہ تھا۔ اور غالباً ہر بے، وہ اپنے لگاتے ہوتے درخت کی پیٹ میں خود تو آنسیں لکھتا تھا۔ لہذا سب کے سامنے عمارت میں داخل ہونے والا ایس پلی کہاں چلا گیا۔

جب میں نے اس پہلو پر خود گیا تو پھر اس کا جائزہ لینا شروع ہیا۔ یہاں لیکر کہ میں نے وہ خفیہ راست تلاش کر یا جس سے تم یہاں سے نکل گئے تھے اور وہ خفیہ راستا بھی ٹھیک تھی۔ جو تھارے گھر لیکر جاتی ہے، لہذا میں بھی ان کا تعاقب کرتے ہوئے یہاں لیکر پہنچا ہوں، جب کہ یہ راستا میں پہنچے، ہی دیکھ چکا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ یہ بھگ اس عمارت کا پچلا حصہ ہے۔ اور اس طرف آنے کا راستا دوسرا ہے۔ ہم نے جب عمارت کی تلاشی کی تھی۔ تو اس وقت یہ حصہ نظرؤں سے اوچل، ہی رہا تھا۔

گویا یہ عمارت اس لحاظ سے بھی پُر اسرار ہے کہ جب اس کی تلاشی کی جاتی ہے تو اس کا یہ حصہ تلاشی لینے والوں کی نظرؤں سے پاؤ شدہ رہتا ہے۔ لیکن سرگ کے راستے کوئی پہنچے اس حصے میں آتا ہے اور اس طرف بھی تم نے یہ درخت لگا لکھا ہے۔

اہ! تم ٹھیک کہتے ہو۔ مجھے تمہاری طرف سے پہنچے ہی دھڑک لگا ہوا تھا۔ یکونکہ تم بہت مت سے بھج پڑک کر رہے تھے، لہذا میں نے یہ ڈراما رچایا تھا۔

"ڈراما رچایا تھا۔ کیا مطلب ہے فاروق نے چونکہ کرمکا۔"

اپنے ایک آدمی کے پیچے خود ہی دو پولیس والے لگا دیے۔ جب اس نے مجھ سے رابطہ قائم کی تو میں نے اس عمارت کا پتا اسے دیا کہ وہ دہاں پہنچ جائے، دہاں وہ بالکل محفوظ ہو گا۔ اور خود سرگ کے ذریعے سے آ کر دروازہ اندر سے کھوں دیا۔ وہ سیدھا اندر آیا اور دروازہ بند کر کے ہے گے بڑھا۔ اور درخت کا شکار ہو گیا۔ میں اس دورانِ دلپس پہنچ چکا تھا۔ لہذا میں نے پر دگرام کے مطابق خود کو بھی دوسروں کی طرح غائب کر دیا۔ تاکہ میرا سراغ نہ لگایا جا سکے۔ لیکن مجھ سے بے وقفی ہوئی۔ یکونکہ مجھے اپنے گھر سے اپنی بیوی کو ادا اپنے

بھائی کو بھی غائب کر دینا چاہیے تھا۔ میں نے اس
آمید پر انھیں وہیں رہنے دیا کہ شاید تم کبھی میرے بارے
میں نہ جان سکو۔ اس طرح میں اس گھر میں رہ سکوں
گا اور اپنا کام جاری رکھ سکوں گا۔ یہیں ایسا نہ ہو۔ اور
اب ...

"اُداب کی ہے، اپکڑ جیش مکارے۔"

"تم لوگ مجھے قانون کے حوالے نہیں کر سکو گے۔"

"کی مطلب؟"

"مطلوب یہ ... یہ کہ کہ اس نے اپنی بیوی سیست اس درخت
کی طرف چھلاگ لگا دی۔"

"اُرے اُرے۔ رُک جاؤ۔" میں دنیا کو تھمارا تکردا
چھرو دکھانا چاہتا ہوں۔ بلکہ گھناونا چھرو ۔ یہ کہ کہ انھوں
نے ان کی ٹھانگوں پر مسلسل فائر کر ڈالے۔ ان کی ٹھانگوں
سے خون بیٹھنے لگا۔ یہیں اس کے باوجود وہ یہیں دارہا دے
پر جا گرے۔ جو نہیں وہ گرے۔ پتے ان پر جھک گئے
انھوں نے کن کی آن میں ان دوفوں کو اپنی پلیٹ میں
لے لیا۔

اپکڑ جیش نے ان پتوں پر فائر گک اس طرح شروع
کر دی کہ گولیاں انھیں رُلیں اور پتوں کا تعلق درخت سے

کٹ جائے۔ یہیں ایسا بھی نہ ہو سکا۔ پتوں میں سداخ
ضرور ہو گئے۔ یہیں وہ درخت سے الگ نہ ہو سکے۔ کوئی
تلوار ان کے پاس تھی نہیں کہ کاٹ بھی ڈالتے اور
نہ دیک جانیں سکتے تھے۔ لہذا وہ دوفوں پوری طرح
پتوں میں چھپ گئے اور وہ سب پہنچی پہنچی انگھوں سے
یہ ہواناک منظر دیکھنے لگے۔ انھیں یوں لگ رہا تھا۔
جیسے پتے من پھلا رہتے ہوں اور انھیں باقاعدہ چبارہتے
ہوں۔ وہ دم بخود کھڑے تھے۔ قدرت کے اس شاہکار
درخت کے سامنے ان کی ایک نہیں بیلی تھی۔ قدرت نے
انھیں وہی سزا دے دی تھی۔ جو وہ دوسروں کو دیتے
رہے تھے۔



دستک لانبو بیوی
کلشن سیر ھاؤمنگ سکی
ستہلو روڈ نزد کاہنہ نو لاہور